

بلوچستان صوبائی اسمبلی سرکاری رپورٹ / سولہوان اجلاس

مباحثات 2010ء

﴿اجلاس منعقدہ 18 مارچ 2010ء بہ طابق کیم ریجع الثانی 1431ھ روز جمعرات۔﴾

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	2
2	وقفہ سوالات۔	2
3	رخصت کی ورخاستیں۔	13
4	تحریک القوامبر 1 مناسب شیخ جعفر خان مہدو خیل۔	16
5	مشترکہ فرارداد نمبر 49 مجانب میر شاہ نواز خان مری (وزیر کھیل و ثقافت)۔	28

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 18 مارچ 2010ء بہ طابق کمیٹریج الثانی 1431ھ بروز جمعرات بوقت دوپہر 12 بجھر 3 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر محمد اسمبلی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ فُلُوْبِهِمْ
وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۚ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاؤَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ
أَمَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

﴿پارہ نمبر ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۸﴾

ترجمہ: کافروں کو آپ کا ذراناً یا نذراناً برابر ہے یوگ ایمان نہ لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور انکے کانوں پر مہر لگادی ہے اور انکی آنکھوں پر پردہ ہے اور انکے لئے بڑا عذاب ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔

وقفہ سوالات

جناب سپیکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وقفہ سوالات۔

حاجی عین اللہ شمس (وزیر صحت): مولانا عبدالحق بلوچ ہمارے سابق ایم این اے اور بلوچستان کے متاثر سیاستدانوں میں سے تھے ان کی بے بہادریات ہیں وہ انتقال کر چکے ہیں ہم ایک تعزیتی قرارداد بھی پیش کر رہے ہیں اور دعا کے لئے بھی درخواست کرتے ہیں کہ دعا کرائی جائے۔

جناب سپیکر: جی آغا صاحب! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

آغا عرفان کریم: جناب سپیکر! کل کوئٹہ میں مجید لاگو کا قتل ہوا ہے ان کے لئے بھی فاتح خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی مولوی صاحب! فاتح کی جائے۔ (دعائے مغفرت کی گئی)

جناب پیکر: وقتہ سوالات۔ آغا عرفان صاحب! اپنا سوال نمبر پاگریں۔

آغا عرفان کریم: جناب پیکر! سوال نمبر 154۔

جناب پیکر: سوال نمبر 154۔ قائد ایوان صاحب!

Minister is not present . There are four questions regarding Livestock Department . What should the chair do ? The mover is there .

Nawab Mohammad Aslam Riasani(C.M): He is not well , He is at Karachi for his treatment .

M . Speaker: So if you assign some one else who should respond the questions . There are four questions .

Chief Minister: Yes , Mr. Speaker Sir, If any colleague of his owns to answer these questions , Or if.....

M . Speaker: Shall we ask the Senior Minister to respond these questions ?

قائد ایوان: (پشتو) ته جواب ورکئے؟

جناب پیکر: مولانا صاحب! اگر انکا جواب آپ دیں؟ کیونکہ یہ کافی عرصے سے ڈیلفر ہوتے آ رہے ہیں۔
مولانا صاحب! سوال نمبر 154 And we have to dispose off these questions .

کا جواب دیدیں۔

مولانا عبدالواحش (سینئر وزیر): ٹھیک ہے جناب پیکر! میں انکا جواب دے دوں گا۔

154 آغا عرفان کریم: کیا وزیر امور پرورش حیوانات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ ڈیری فارم کوئٹہ کی سرکاری اراضی پر قبضہ ہو چکا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو مذکورہ فارم کی کس قدر اراضی پر قبضہ ہو چکا ہے؟ نیز حکومت نے سرکاری اراضی کو واگنر کرنے کیلئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں۔ تفصیل دی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات:

(الف) نہیں یہ درست نہیں ہے گورنمنٹ ڈیری فارم کی سرکاری اراضی پر کوئی قبضہ نہیں ہوا ہے۔ البتہ اس زمین کے تقریباً 16 کیسز عدالت میں زیر سماحت ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
 (ب) غیر متعلقہ۔

M . Speaker: Any supplementary on Question No.154 ?

آغا عرفان کریم: جناب سپیکر! یہاں لکھا ہوا ہے ”نہیں یہ درست نہیں ہے گورنمنٹ ڈیری فارم کی سرکاری اراضی پر کوئی قبضہ نہیں ہوا ہے“۔ ٹھیک ہے سر! اور ساتھ ساتھ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے، اسکا مقتضاد جواب ”البتہ اس زمین کے تقریباً 16 کیسز عدالت میں زیر سماحت ہیں“ تو میں نے بھی جناب! یہی سوال کیا تھا کہ زمین پر قبضہ ہو چکا ہے۔ ڈیری فارم کی زمین پر مختلف لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ تو جواب میں اسی طرح دیا گیا ہے کہ ”یہ درست نہیں ہے قبضہ نہیں ہوا ہے“ اور ساتھ ساتھ یہ لکھا ہے کہ ”16 کیسز“ اور پیچھے انہوں نے یہ بھی اٹچ کیا ہے۔ ان کیسز کے حوالے سے جناب! اگر ان میں پہلا کیس آپ دیکھیں ڈاکٹر عبدالرحمٰن versus مسٹر سید محمد۔ ہائی کورٹ میں یہ کیس pending ہے۔ جناب! 3 اگست 2009ء کو ان کی پیشی تھی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

آغا عرفان کریم: پانچ چھ مہینے پہلے سر! اور اسکے بعد کوئی جواب نہیں ہے۔ تو محترم! واقعی زمینوں پر قبضہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! معذز رکن نے پوچھا ہے کہ جی لائیواٹاک جو ڈیری ڈولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ ہے اسکی زمین پر کسی کا قبضہ ہے۔

آغا عرفان کریم: سولے لوگوں کا سر!

جناب سپیکر: تو ڈیپارٹمنٹ کا جواب یہ ہے کہ قبضہ تو نہیں ہے لیکن اس پر 16 کیسز عدالتوں میں زیر سماحت ہیں۔ تو اس بارے میں عدالتوں میں پیروی کرنے کے لئے ان کو خالی کرنے کے لئے مکملہ کیا کر رہا ہے؟

قائد ایوان: جناب سپیکر! زمین پر اتنک سرکار کا قبضہ ہے۔ کیسز عدالت میں زیر سماحت ہیں۔

جناب سپیکر: Ok ٹھیک ہے۔

آغا عرفان کریم: جناب سپیکر! سپلینٹری سوال ہے۔ یہ 16 کیسز ان پر سر! 16 different لوگوں کا قبضہ ہے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے کیسز ڈاکٹر کیس فارم یہاں پر کیس کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں لیکن قائد ایوان صاحب نے آپ کو یہ information دی ہے کہ زمین گورنمنٹ کے

قہشے میں ہے۔ لوگوں نے کیسے کیئے ہوئے ہیں 16 کیسے ہیں جو عدالتوں میں ہیں۔ لیکن land اُن کے قہشے میں نہیں ہے۔ This is what the C.M has said آغا عرفان کریم: جی ٹھیک ہے۔

Mr . Speaker: Next Question Agha Irfan Sahib .

Agha Irfan Karim: Sir! Question No 155 .

(مورخہ 18 جنوری اور کمپ مارچ 2010ء کا موخر شدہ) **155 آغا عرفان کریم:**

کیا وزیر امور پرورش حیوانات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں طویل قحط سالی کے نتیجے میں مال مویشوں کی کثیر تعداد ختم ہو گئی تھی۔ جسکی وجہ سے وفاقی حکومت نے اس کی کوپورا کرنے کیلئے صوبہ میں مال مویشی کی تقسیم کا پروگرام فیرا اور ااشروع کیا؟
 (ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو فیرا کے تحت کل کس قدر مال مویشی کن کن مالداروں میں تقسیم کئے گئے اور ان کی تقسیم کا طریقہ کار کیا تھا؟ نیز فیرا اسحال شروع نہ کرنیکی وجہات کیا ہیں؟ تفصیل دی جائے؟
 (ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیرا پروگرام کے تحت مال مویشوں کی تقسیم میں بے قاعدگیاں بھی کی گئیں اگر جواب اثبات میں ہے تو ان بے قاعدگیوں کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات:

(الف) یہ بالکل درست ہے کہ طویل قحط سالی کے نتیجے میں مال مویشوں کی کثیر تعداد ختم ہو گئی تھی۔ اور اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے مال مویشی کی تقسیم کا پروگرام شروع کیا۔

(ب) اس پروجیکٹ کے تحت 56198 بھیڑ بکریاں 5109 مالداروں میں فیرا کے دوران تقسیم کئے گئے اور ان جانوروں کی تقسیم پیسی وون کے مطابق اور طریقہ کار کے تحت عمل میں لائی گئی جو کہ ہر ضلع میں موجود کمیٹی نے کی۔ اس طریقہ کار کے مطابق مالداروں نے اپنے تحریری اقرارنامے کی پابندی نہیں کی جس کی وجہ سے فیرا شروع نہیں کیا جاسکا۔ اس قسم کا ایک سوال سردار محمد عظیم موسیٰ خیل سابق ایم پی اے نے گزشتہ اسمبلی میں (سوال نمبر 1599) کے تحت کیا تھا جس کا تفصیلی جواب ضمیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔
 (ج) کسی قسم کی کوئی بے قاعدگی نہیں ہوئی۔

Mr . Speaker: Question No.155 , Answer be taken as read , Any supplementary on Question No 155 .

آغا عرفان کریم: جی میرا سپیئنٹری سوال یہ ہے کہ یہ اسکیم پچھلی گورنمنٹ کے نام میں شروع ہوئی تھی اور دو فیزز میں تھی (فیز اور فیز) ڈیپارٹمنٹ کے کہنے کے مطابق فیز complete ہوا۔ اور فیز اس لئے شروع نہیں ہوا کہ جو beneficiaries ملے تھے انہوں نے comply کیا۔ تو محترم!

میرا سوال یہ ہے کہ میں بھی اسوقت قلات میں تھا اور یہ اسکیم مختلف لوگوں کو جس طرح دیئے گئے plan کے مطابق تو EDO نے اسکو ٹینڈر کرنا تھا مختلف اخباروں میں اسکے ٹینڈر رز اور یہ ایک پورا process تھا کہ ٹیکلیدار ان کو خرید کے لائیں گے اور میں اکیس ارب کے مال مویشی beneficiaries کو دیئے جائیں گے۔ لیکن اسکے برعکس ٹینڈر رز ہوئے اور اخباروں میں جو کچھ بھی ہوا شاید انہوں نے کیا ہو۔ لیکن میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کرتا ہوں کہ وہاں اور اپنے neighbouring districts کا کہ EDO's کا کہ اسے خود جا کے ان کو purchase کیا ہے اور بہت کمزور مال، ابھی یہ blame ہمارے مالداروں پر کرتے ہیں بالکل اس طرح نہیں ہے۔ وہ بہت کمزور مال مویشی لائے تھے میں خود گواہ ہوں جب وہاں پر تقسیم ہو رہے تھے۔

جناب پسیکر: آغا صاحب! دیکھیں جو بات آپ کہ رہے ہیں ڈیپارٹمنٹ نے بھی وہی بات کی ہے کہ جی جن مالداروں کو دیئے گئے ہیں انہوں نے اس agreement کی پاسداری نہیں کی اس لئے فیز گورنمنٹ نے شروع نہیں کیا۔

آغا عرفان کریم: سر! question یہ ہے کہ مالداروں نے اس agreement کی پاسداری کیوں نہیں کی؟ انہوں نے اسلئے نہیں کی کہ جو اکیس مال مویشی ان کو مل گئے تھے وہ ان کے گھروں تک پہنچے ہی نہیں تھے وہ تین توویں ڈیری فارم کے اندر مر گئے تھے۔ سر! یا کئے جواب میں لکھا ہوا ہے اسکی تعداد سب کچھ دیا ہوا ہے۔

جناب پسیکر: سینئر منسٹر صاحب! آپ جس طرح فرماتے ہیں ہمارے معزز زمبابرا صاحب کی بات واضح ہے وہ کہہ رہے ہیں۔

سینئر وزیر: جناب پسیکر! میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب اور آپ نے بھی خود رولنگ دے دی کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں ہمارا جواب بھی اُسی طرح ہے اور اُنکے کہنے کے مطابق کیونکہ جناب پسیکر! یہ مجھے معلوم ہے جب یہ پراجیکٹ شروع ہو گیا تھا اسوقت میں سینئر منسٹر تھا وہاں اکثر و پیشتر یہ ناظموں کے through تقسیم ہوئے تھے۔ کیونکہ باقاعدہ ٹینڈر ہو رہے تھے اس کے مطابق آرہے تھے پھر وہ ناظمین کے through یا کوسل یا ڈسٹرکٹ کوسل کے ناظمین کی تجویز سے ان کی nomination پر یہ تقسیم ہو رہے تھے۔ تو جناب پسیکر!

غیرب لوگوں کی مالداروں کی فہرستیں تیار ہو رہی تھیں۔ اس قسم کے واقعات شنید میں نہیں آئے۔ ہو سکتا ہے اگر

کسی بھی ڈسٹرکٹ میں ایک دو اس قسم کے واقعات ہوں۔ میں محترم رکن سے گزارش کرتا ہوں اگر ان کے نوٹس میں کوئی اس قسم کا کیس ہے تو وہ highlight کر دیں وہ لائیں اور اس کے خلاف گورنمنٹ بالکل کارروائی کرے گی۔ لیکن ابھی تک گورنمنٹ کے نوٹس میں اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب! بڑی واضح بات یہ ہے کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے ضلع میں کوئی بے قاعدگی ہوئی ہے آپ writing in اُن کا ثبوت متعلقہ محکمہ کو دیدیں، کاپی وزیر اعلیٰ صاحب کو یا سینئر منسٹر کو دیدیں۔

They will take action accordingly .

آغا عرفان کریم: سر! میں بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے محکمے کے منسٹر صاحب خود گرانی کریں۔

جناب سپیکر: وہ آپ ان کو بتائیں گے تب ہی بتائیں گے ناں۔ کیونکہ ان کے knowledge میں نہیں ہے کہ کوئی بے قاعدگی ہوئی ہے ٹھیک ہے ناں کوئی as such ! please تو آپ

آغا عرفان کریم: ٹھیک ہے سر! میں منسٹر صاحب سے اور سی ایم صاحب سے رابط کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ عاصم کر د گیلو صاحب! کیا یہ-----

میر محمد عاصم کر د گیلو (وزیر خزانہ): سپیکر صاحب! میں اسکی وضاحت کروں کہ پچھلے دور میں اسکی تقسیم ایم پی ایز کی ریکومنڈیشن پر نہیں ہوئی تھیں بلکہ یہ ناظمین کے through ہوئی تھیں جو آغا صاحب فرماتے ہیں۔ مطلب یہ ناظمین بکریوں کو پال رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ناظم بکریوں کو پال رہے ہیں؟

میر محمد عاصم کر د (وزیر خزانہ): جی ناظم بھی تک بکریوں کو پال رہے ہیں۔

جناب سپیکر: Ok ٹھیک ہے۔ آغا صاحب! اپنا اگلا سوال دریافت کریں۔

آغا عرفان کریم: سوال نمبر 156۔

156 آغا عرفان کریم: (مورخہ 18 جنوری اور سیکم مارچ 2010ء کا موثق شدہ)

کیا وزیر امور پرورش حیوانات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کیلیں فارم جب میں تقریباً 85 مال مویشی انتہائی کم قیمت اونے پونے فروخت کئے گئے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان مال مویشوں کی کل تعداد کس قدر تھی اور یہ کس مجاز اتحاری کی اجازت منظوری سے کم داموں فروخت کئے گئے۔ نیز کیا اس دلیری غیر قانونی خلاف ورزی کی محکمہ کی

جانب سے کوئی کارروائی عمل میں آئی ہے اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) کل 76 عدد پچھڑے، پچھڑیاں اور بوڑھی گائیں شامل تھیں جن کی نیلامی بجا اخباری کی باقاعدہ منظوری سے مردھہ حکمانہ قوانین کے عین مطابق عمل میں لائی گئی اور جانور صحیح قیمت پر فروخت کئے گئے۔

Mr . Speaker: Answer be taken as read , Any supplementary on this ?

آغا عرفان کریم: جی سر! یہ میں نے ایک بالکل پلنہ تیار کر کے گورنمنٹ کی اپنی انکوازی روپورٹ ہیں۔ یہ اخباروں میں بھی سر! آپ لوگ دیکھ سکتے ہیں کہ اس کی ہیڈ لائز چپ چکی ہیں۔ اور یہاں ہمارے آزادی مسئلہ نے خود انکا اپنا statement ہے کہ اس کی دوبارہ انکوازی کی جائیگی۔ تو یہ ہمارے منظر صاحب کے مختلف اخباروں کے statements بھی ہم لائے ہیں سر! اس میں انہوں نے ایک کمیٹی بنائی تھی اس کمیٹی کے ممبرز خود یہ ڈاریکٹر ایٹھیمل ہیلتھ اینڈ پروڈیکشن اور ڈائریکٹر فارمز ڈائریکٹر ریسرچ۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ کا فہم سمجھ میں آگیا۔ مجھے نے جواب دیا ہے کہ ہم نے اس کی تحقیقات کی ہے۔

آغا عرفان کریم: اور مجھے نے کہا ہے کہ ہمیں اس سے تسلی بالکل نہیں ہے اور یہ بالکل غلط ہے سر! یہ جو کچھ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں یہ تو صحیح کہہ رہے ہیں ناں ملکہ تو کہہ رہا ہے کہ صحیح ہوا ہے نا۔

سینئر وزیر: جناب سپیکر! مجھے نے کچھ بوڑھی گائیں دی ہوئی ہیں اور وہ مجھے کو کام نہیں آئیں گے۔ پھر اس کی کوئی ٹیکنیکل کمیٹی ہو گی اس کا جائزہ لے لے گی۔ کیونکہ وہ مجھے پر بوجھ تھے ان کے فائدے سے نقصانات زیادہ تھے تو پھر وہ نیلام کرتا ہے وہ نیلامی باقاعدہ کمیٹی کے قدر ہوتی ہے مجھے نے تو دیا ہوا ہے۔

آغا عرفان کریم: سر! جو مجھے میں انکوازی ہوئی ہے میں مختصر عرض کروں ان جانوروں کو تین لاٹس میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر لاٹ میں تقریباً 33 جانور تھے یعنی یہ بیل میل۔

جناب سپیکر: نہیں دیکھیں مجھے کا جواب تو clear ہے کہ 76 عدد پچھڑے پچھڑیاں۔ چلو ok آپ کو اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہ transparent نہیں ہوا ہے۔

آغا عرفان کریم: سر! وہ خود لکھتے ہیں کہ transparent ہوا ہے یہاں پر خود گورنمنٹ کی اپنی انکوازی

رپورٹس ہیں۔ یہ میں سب کچھ لکھ کر لایا ہوں۔ جناب! داوی صاحب سے معلومات کر لیں۔

جناب پیکر: آپ نے کونسا سوال پڑھا؟

آغا عرفان کریم: سر! 156

جناب پیکر: 156۔

آغا عرفان کریم: سر! یہ 86 جانور تھے جو انہوں نے اونے پونے فروخت کیتے۔

جناب پیکر: ٹھیک ہے اگر سینئر منٹر صاحب دیکھیں کہ کہیں irregularity کہیں گڑ بڑ ہوئی ہے تو اس کو آپ۔۔۔۔۔

سینئر وزیر: نہیں یہ محکمہ خود تسلیم کرتا ہے جناب! ڈاکٹر صاحب اس کی نشاندہی کر لیں کہ کوئی کیس ہو پھر محکمہ اس پر action لیتا ہے ورنہ محکمہ نے تو خود مان لیا ہے اور وہ اپنے قانون اور طریقے کے مطابق نیلامی کیا ہوا ہے۔

جناب پیکر: ٹھیک ہے۔

آغا عرفان کریم: سر! انہوں نے انکو اری تو کی ہے لیکن اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے؟

جناب پیکر: تب انکو اری آئیگی نا۔ اب یہاں بات آئی ہے اس کو دوبارہ concerned مسٹر تک پہنچائیں گے۔ And definitely minister and the government will take action۔ اگر اس میں irregularity ہوئی ہے۔ مولانا صاحب! یہ آپ متعلقہ وزیر صاحب سے کہہ دیجئے

گاٹھیک ہے جی۔ جی جعفر مندو خیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندو خیل: محکمے نے جواب دیا ہے مجھے اس سے تسلی نہیں ہوئی ہے۔ پریکٹیکل جو ہم نے field میں دیکھا ہے کہ جو جانور جس کو پسند آجائے وہ ساتھ لے جاتا ہے آخراں کے اوپر نیلامی کا ٹھپکہ لگادیا جاتا ہے۔ آپ کو بھی شاید پتا ہو کیونکہ آپ بھی اسی صوبے کے ہیں جو ادھر ہو رہا ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے لا یو شاک کے جو بھی ڈیری فارمز ہیں ان میں جو اچھے جانور ہیں وہ اس طرح نکل جاتے ہیں یہ پریکٹیکل ہو رہا ہے۔ اس پر گورنمنٹ کیا assurance دیتی ہے؟ چلو پرانے جو ہوئے ہیں کیا اس کی وہ انکو اری کر گی یا یہی سلسلہ چلتا رہے گا؟ پریکٹیکلی۔ نام کسی کا کہیں تو ہم ایوان میں نام بھی لے لیں گے۔ لیکن بُری بات ہے کہ کسی کا ہم نام لیں۔ basically یہ جواب ان کا آیا ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں منٹر صاحب جواب دیں کہ وہ آگے کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

جناب پیکر: مولانا صاحب! جعفر صاحب کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ آگے کیلئے کیا اقدامات اٹھائے گی؟

تاکہ اس جیسے واقعات دوبارہ نہ ہوں کہ rules کئے بغیر یا اقل باء پر وری ہو۔

سینئر وزیر: جناب پیکر! شاید جعفر خان صاحب کے علم میں یہ بات ہو اور کچھ معلومات شاید گزشتہ ادارے کے بھی ان کے نوٹس میں ہیں کہ کسی کو پسند آجائے اور اس پڑھپھے لگا کے اور اس کو ناکارہ قرار دیکر کے اس کی نیلامی ہو جائے اس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن جناب پیکر! اس کے لئے اور کوئی تدارک پھر حکومت اس کا جائزہ ضرور لیں گی اگر کوئی اس طرح کی تجویز ہیجے جعفر خان صاحب نے یا کسی اور ممبر نے دی، کیونکہ حکومت کے پاس یہی ہوتا ہے کہ ان کے جوڑا کلڑا ہیں ان کے ماہرین ہیں ان کا بورڈ ہے وہ ان کو ناکارہ قرار دیکر کے کہ بھتی یا بھتی کام کے نہیں ہیں۔ ہم ان کے ماہر تو نہیں ہیں البتہ کوئی اس میں بہتری آسکتی ہے تو ہم ضرور لائیں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ اس میں کوئی تبدیلی لائے۔

جناب پیکر: آغا عرفان صاحب! اگلا سوال دریافت کریں۔

آغا عرفان کریم: سر! ہمیں یہ تسلی کیسے ہو گی کہ کمیٹی، ہم کس کو approach کریں؟

جناب پیکر: دیکھئے ناں اب آپ کو منظر صاحب نے واضح جواب دیدیا اور ڈیپارٹمنٹ نے بھی کہا اب Definitely concerned Minister تک سینئر منظر یہ بات پہنچائیں گے اور گورنمنٹ جو بھی اُس کا طریقہ کا ہے اس پر action لگی جہاں بھی irregularity ہوئی ہے۔

آغا عرفان کریم: ٹھیک ہے۔

جناب پیکر: آغا عرفان صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔

آغا عرفان کریم: سوال نمبر 157۔

157 ☆ آغا عرفان کریم: (مورخہ 18 برجنوری اور کمیٹی مارچ 2010ء کا موخر شدہ)

کیا وزیر امور پرورش حیوانات از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ کوئٹہ ڈیری فارم میں جانوروں کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے۔ جسکی وجہ سے دودھ کی پیداوار میں کمی واقع ہو رہی ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو گزشتہ پانچ سال سے تا حال دودھ کی کل پیداوار جانوروں کی تعداد اور کل ڈیری فارم کی اراضی پر کل کاشت شدہ انماج وغیرہ کی تفصیل دی جائے۔ نیز دودھ کی پیداوار میں کمی ہونے کی وجہ سے محکمہ ہذا کے روپیہ میں کس قدر کی واقع ہوئی ہے تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) البتہ گزشتہ پانچ سالوں میں دودھ کی کل پیداوار کی تفصیل درج ذیل ہے:-

کل دودھ کی پیداوار	دودھ میل جانوروں کی تعداد	سال
183004 Liters	48	2004-05
250641 Liters	54	2005-06
229078 Liters	52	2006-07
168286 Liters	50	2007-08
169168 Liters	46	2008-09

اور اسی طرح چارے کی پیداوار درج ذیل ہے:-

مقدار	سال
71270 Kgs	2004-05
154243 Kgs	2005-06
97650 Kgs	2006-07
103980 Kgs	2007-08
89410 Kgs	2008-09

Mr . Speaker: Answer be taken as read , Any supplementary

on 157 ?

کوئی بھی ضمنی بتائیں اس پر کوئی ہو؟

آغا عرفان کریم: سر! یہاں انہوں نے جواب دیا ہے 2004-05ء سے۔ ڈیری فارمز کے حوالے سے کہ وہاں جانوروں کی کیا حالت ہے۔ اور دودھ کی جو پروڈکشن ہے کہ وہ کیسے progress کر رہا ہے۔ تو آپ لوگ جواب دیکھ سکتے ہیں سر! کہ کس طرح وہ decrease demolish ہو رہا ہے۔ کروڑوں روپے فنڈ زدیے جا رہے ہیں۔ ایک گائے کے اوپر سال کا کتنا خرچ آ رہا ہے۔ اور اس کے رزلٹ میں اب

ہمارے کوئی ڈیری فارم ہے آپ سر! اس کا دودھ دیکھیں اس کی کوئی دیکھیں میں خود اپنے لئے منگوایا ہے۔ صرف رنگ اسکا سفید ہے باقی سارا پانی ہے۔ تو یہ کوئی خریدتا بھی نہیں ہے سر! اور یہ اس طرح ڈیری فارم زوال پذیر ہے۔ میرے خیال میں مجھے جو کہا گیا ہے کہ ایک ڈیری فارم ہے آپ کے قلات کا اور ایک یہاں لورالائی اس ایریا میں ہے جو صحیح کام کر رہے ہیں۔ وہ بھی میدم رو بنیڈ کی وجہ سے کہ انہوں نے خود وہاں پر فنڈ زدیے اس پر کافی ٹکرانی بھی کرتی ہیں تو وہاں پر ڈکشن کافی زیادہ اور دودھ کا معیار بھی اچھا۔ باقی تو سر! پورے بلوجستان میں پرائیویٹ ڈیری فارم روز بڑھ رہے ہیں۔ اور ہمارے اتنے بڑے ڈیری فارم کروڑوں روپے فنڈز جارہے ہیں اور اس کے رزلٹ میں آپ جانوروں کی صحت دیکھیں۔ یہاں تو کتنے ڈاکٹرز ان کا خیال کرتے ہیں یہ سب کچھ رزلٹ سر! عوام کے لئے کچھ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ مجھے کہ کہ کوشش کرے کے گائے زیادہ دودھ دیں۔
آغا عرفان کریم: سر! صحیح دودھ دیں۔

جناب سپیکر: چلیں دودھ میں پانی کم ملائیں۔ مولانا صاحب! مجھے کہ کہ کوشش کرے کے گائے زیادہ دودھ دیں۔
جی جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: ادب کے ساتھ یہ عرض ہے اگر آپ دیکھیں 2004-05ء میں ایک لاکھ 83 ہزار لیٹر ہیں۔ پھر 2005-06ء میں ڈھائی لاکھ ہیں۔ پھر 2006-07ء میں 2 لاکھ 29 ہزار ہیں۔ لیکن آخر میں اگر 2007-08ء میں دیکھ لیں ایک لاکھ بھی آ جاتا ہے اور 2008-09ء میں 89 thousand ہزار آ جاتا ہے ہے پیداوار کیوں کم ہو گئی ہے؟ اس کو تو increase ہونا تھا جانور ہے سب کچھ ہے پیداوار آدھ سے بھی کم ہو گئی۔ تو یہ نا لائق کا ثبوت ہے کہ اس میں اگر صرف یہ کہیں کہ ہم آگے کے لئے دیکھیں گے کچھ کریں گے۔ کیا منستر صاحب اس کا جواب دے سکیں گے؟ کہ انہوں نے کسی سے پوچھا ہے کہ دودھ کی پیداوار کیوں کم ہوئی؟ آدھ سے بھی کم ہو گئی ہے۔ اگر خرچ کم ہوا ہے تو بتائیں؟

جناب سپیکر: منستر صاحب! اگر جواب دیکھیں تو جب چارہ کم ملتا تھا تو دودھ زیادہ تھا۔ جب مجھے نے چارہ زیادہ کیا تو دودھ کی مقدار کم ہوئی ہے۔

سینئر وزیر: جناب سپیکر! یہ گائے کی بھی عادت ہوتی ہے ہم لوگ اگر راضی ہیں تو وہ زیادہ دودھ دیتی ہے اگر ہم ناراض ہیں تو پھر کم دودھ دیتی ہے۔ تو اس طرح کم دیشی ہوتی ہے لیکن کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: لیکن یہ ضرور مجھے سے پوچھیں کہ جب آپ کم چارہ دیتے تھے تو دودھ زیادہ تھا لیکن زیادہ چارہ دیا

تو دودھ کم ہو گیا۔

سینئر وزیر: ہم مسلسل گائیں اور ہمیں یوں کو خوش رکھیں تاکہ وہ زیادہ دودھ دے دیں۔

جناب سپیکر: بہر حال اس کے لئے مکملہ اقدامات کرے۔ اگر کوئی یہماری ہو تو تو ویٹر زری وغیرہ کا انتظام کریں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: میں منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں وہ مذاق میں بات ٹال رہے ہیں جبکہ میں figures بتا رہا ہوں بھتی ڈھائی لاکھ سے آ کر کے 89 thousand پر اس کی پیداوار آتی ہے۔

اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ پورا صوبہ بھی اگر کھالے تو کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب کو کہا ہے وہ متعلقہ مکملہ اور وزیر صاحب تک یہ بات پہنچائیں گے کہ وہ اس چیز کو دیکھیں کہ کیوں اس طرح کمی ہو رہی ہے؟ آج یہ بات اسمبلی میں آئی ہے تو یقیناً مکملہ کے افسران اور حکومت اس پر خاص کر توجہ دیں گے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: اور دوسری بات انہوں نے کہی کہ کچھ ارکان ناراض ہوتے ہیں کہ وہ بات کرتے ہیں پرسوں تو آپ ناراض تھے جو آپ بات کر رہے تھے میں تو ناراض نہیں تھا۔ کرتی پر بھی قبضہ کر رہے تھے۔

Mr . Speaker: Thank you, Thank you, Thank you .

وقفہ سوالات ختم۔ سپیکر ٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ راجلیہ درانی صاحبہ، وزیر نے آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر بختیار خان ڈوکی صاحب، ممبر بلوجستان صوبائی اسمبلی نے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے حلقة کے دورے پر ہیں انہوں نے رواں اجلاس کے تمام ایام کے لئے رخصت کی اتجاہ کی ہے۔

میر سعیم احمد کھوسہ صاحب، وزیر نے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے حلقة کے دورے پر ہیں آج کے اجلاس کے لئے انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔

محترم محمد یونس ملازمی صاحب، وزیر نے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب محمد اسماعیل گجر صاحب: وزیر نے سرکاری امور کی وجہ سے 22 مارچ تک کے اجلاسوں کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترم سید احسان شاہ صاحب، وزیر نے کراچی جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ وزیر نے سرکاری امور کے سلسلے میں اسلام آباد جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میرا مان اللہ نو تیزی صاحب، وزیر اپنے والد کی تیارداری کی خاطر کراچی جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے انہوں نے رخصت کی درخواست دی ہے۔

مسز پروین مگسی صاحبہ وزیر نے جعل مگسی جانے کی وجہ سے 18 مارچ کے اجلاسوں کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

مسٹر بے پرکاش صاحب، وزیر نے اپنے چچا کی فونگی کی وجہ سے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر قمر خان گھنی صاحب، وزیر نے بعہ ناسازی طبیعت آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

سردار محمد اسلم بزنجو صاحب، وزیر نے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

(درخواستیں منظور ہوئیں)

جناب سپیکر: جی۔ Mrs . Nasreen Sahiba on a point of order

محترمہ نسرین حسن کھیتان (صوبائی وزیر): جناب سپیکر! میں اس سے پہلے بھی اس سلسلے میں جو میں بات کہنا چاہی ہوں کہ جناب حسن ملک صاحب نے ہمارے سی ایم سیکرٹریٹ میں مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ایف سی کی چیک پوٹیں دو دن میں ختم کر دیں گے۔ لیکن ابھی تک، کل مجھے اپنے علاقے سے روپرٹ ملی ہے کہ وہ لوگوں کو اسی طرح بدستور تنگ کر رہے ہیں، عورتوں کو ذلیل کر رہے ہیں اور جو بھی موڑ سائیکل یا جو بھی آدمی وہاں سے گزرتا ہے اس کی جامہ تلاشی کی جاتی ہے۔ جبکہ یہ پوٹیں سرحدوں پر نہیں ہیں یہ شہروں کے اندر ہیں بلوجستان کے اندر ہیں ہمارے اپنے اریے کے اندر ہیں۔ لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتی آج سی ایم صاحب آئے ہوئے ہیں میں ان کے سامنے بات کرنا چاہی تھی وہ شاید اپنے چیبیر میں ہیں تو آپ کے توسط سے میں گورنمنٹ آف پاکستان سے یہ اپیل کرتی ہوں کہ جس طرح پورے پاکستان میں ایف سی کی چیک پوٹیں ختم کر دی گئی ہیں میرے علاقے بارکھاں میں پانچ پوٹیں ہیں لڑکن، بیکر موز، بیکر ٹیک، رکنی، کنگری اور نہڑ گوٹ۔ یہاں سے چیک پوٹیں ختم کر دی جائیں۔ بہت شکریہ اور میں اپنے وزیر تعلیم کی کوششوں کو appreciate کرتی ہوں جو انہوں نے میٹرک کے امتحانات میں نقل کو بند کروادیا ہے۔ تھینک یو۔

جناب پسکر: ٹھیک ہے آپ کی بات ریکارڈ پر آگئی گورنمنٹ تک پہنچ جائیگی۔ جی اصغر رند on a point of order.

میر محمد اصغر رند (وزیر سماجی بہبود): جناب پسکر صاحب! میں آپ کی توجہ 4 مارچ کے اجلاس کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میرے پوائنٹ آف آرڈر پر مند میں فورسز کے حوالے سے جو ایک مسئلہ تھا تقریباً جتنے بھی ہمارے ممبران صاحبان تھے متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ وہاں پہاڑ کے اوپر فورسز کی جو چیک پوسٹ ہے اس کو ختم کیا جائیگا۔ اور ساتھ ساتھ مولانا صاحب نے اسی فلور پر اعلان کیا تھا کہ دس دن کے اندر۔۔۔۔۔

جناب پسکر: دیکھیں میں آپ کو بتاؤں، دیکھیں اصغر صاحب! جو مجھے اطلاع پہنچائی گئی ہے۔ وزیر یحکمہ سماجی بہبود: سر! میں اس کی طرف بھی آتا ہوں۔ مولانا صاحب نے اعلان کیا تھا کہ دس دن کے اندر اندر یہ چیک پوسٹ ختم کر دینے ٹھیک ہے نال۔ اور ساتھ ساتھ میر انوب صاحب سے رابطہ تھا تو انہوں نے بھی حکم دیا تھا۔ تو مجھے پتا نہیں کہ نواب صاحب نے بھی حکم دیا ہے تو ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔

جناب پسکر: اصغر رند صاحب! میں آپ کو جواب دیتا ہوں مجھے پتا ہے۔ وزیر یحکمہ سماجی بہبود: جی۔

جناب پسکر: مولانا صاحب نے اس وقت گورنمنٹ کی طرف سے یقین دہانی کرائی تھی اور وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر فوری طور پر ہوم ڈیپارٹمنٹ نے آئی جی صاحب کو ایک ڈائریکٹو بھیجا تھا جو آپ کہہ رہے ہیں کہ مند میں پہاڑی پر۔ وہاں فوری طور پر پولیس کے حوالے کیا جائے اور وہ حکم نامہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے جاری ہو چکا ہے۔ اگر آپ کے پاس اس کی کاپی نہیں ہے تو اجلاس کے بعد میں ہوم ڈیپارٹمنٹ سے منگو اکر آپ کو دوں گا۔ اب ظاہر ہے سرکاری طریقہ کا رہے ایک پرو سیجر ہوتا ہے کہ خط آتا ہے آئی جی کے پاس وہ آگے D.P.O تک جاتا ہے۔ تو سینئر منٹر نے جو گورنمنٹ کی طرف سے وعدہ کیا تھا میرے خیال میں وہ تین دن میں انہوں نے پورا کیا فوری طور پر ہوم ڈیپارٹمنٹ نے وزیر اعلیٰ کے کہنے پر احکامات جاری کر دیئے۔ اور یقیناً جب حکم جاری ہوا ہے تو اس پر عمل بھی ہو گا۔ لیکن ایک طریقہ کا رہے سرکار کا پرو سیجر ہے تو آپ کا جو پوائنٹ آف آرڈر تھا اسکو گورنمنٹ نے بالکل acknowledge کیا ہوا ہے۔

وزیر یحکمہ سماجی بہبود: ٹھیک ہے۔ جی تھینک یو۔

جناب پسکر: جی تھینک یو آپ بیٹھ جائیں۔ دیکھیں ہم ایسا کرتے ہیں کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ ہم کوئی hour zero کے حوالے سے شروع کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن پھر پارلیمانی لیڈر صاحبان تشریف نہیں

لائے۔ ابھی ہم بجائے ان پوائنٹ آف آرڈر کے جو منظرز raise کریں Does not look nice میری بات سنیں ہم zero hour میں ہر ایک کو ٹائم دیں گے۔ میرے خیال میں 20 تاریخ کو ہمارا جلاس ہو گا ناں اُس سے ہم یہ چیز introduce کریں گے۔ اور ابھی ہم کارروائی کی طرف بڑھتے ہیں۔
جعفر مندوخیل صاحب اپنی تحریک التوانی پیش کریں۔

جناب جعفر جارج: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں میں پہلے کارروائی نہیں دیں اس کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا۔ sorry۔

جناب جعفر جارج: آج تک کسی نے میرے پھوٹ کے لیے کچھ نہیں کیا۔

جناب سپیکر: sorry میں جعفر صاحب! آپ -----

جناب جعفر جارج: سپیکر صاحب! آپ مجھے بولنے کی اجازت نہیں دیتے میں احتجاجاً وَ آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ok ٹھیک ہے۔ جعفر صاحب! آپ اپنی تحریک التوانی 1 پیش کریں۔

تحریک التوانی 1

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں اسمبلی قواعد و انصباط کارمجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانی کا نوٹ دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ گزشتہ کئی دہائیوں سے کالج اور اسکولز کے امتحانی سیکیشنوں میں بے تحاشا بے قاعدگیاں ہوتی آ رہی ہیں۔ جن سے نہ صرف تعلیمی نظام انحطاط کا شکار ہے بلکہ محنتی طلباء کی حوصلہ شکنی کے متراود ہونے کیساتھ طلباء میں نقل کے رجحان کا باعث بھی ہیں، جسکی ایک مثال حال ہی میں ان بے قاعدگیوں کی بابت ایک خبر اخبارات کی شہرخیوں کی زینت بنی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے صوبہ کے لاکھوں طلباء و طالبات شدید پریشانیوں کے ساتھ ہنی دباو کا شکار بھی ہوئے ہیں۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم عمومی نوعیت کے حامل مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: تحریک التوانی 1 پیش ہوئی۔ اسکی admissibility پر اگر آپ کچھ بولناچا ہیں؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر صاحب! ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پر پہلے بھی اس اسمبلی میں ایک تحریک التوانی پر ایک اچھی سیر حاصل بحث ہوئی تھی طاہر صاحب کے بھائی مرحوم شفیق احمد خان اس وقت ایجوکیشن منستر تھے۔ اور ان کی بات کی قدر بھی تھی اور انہوں نے کافی یقین دہنیاں بھی ہمیں کرائی تھیں۔ بلکہ ایک تحریک لانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے اوپر اسمبلی کے فلور پر کوئی discussion ہو جائے۔ تاکہ مختلف ممبران کی جو معلومات ہوں وہ ادھر discuss ہو جائیں، تاکہ پھر گورنمنٹ اسکا تدارک کرے۔ مکمل تعلیم میں پہلے بھی

آپ نے دیکھا تھا وہی آیا ہے کہ ایک امتحانی standard ہم لوگوں کا وہ مسلسل گر رہا ہے۔ اب یہاں تک ہو گیا ہے کہ آپ کسی ایم اے پاس لٹر کے کوہیں کہ مجھے درخواست لکھ کر کے دے دیں کہ میں بھرتی ہونا چاہتا ہوں وہ application نہیں لکھ سکتا ہے۔ اور اس کے اوپر پھر ایک بہت بڑا بورڈ بننا ہوا ہے ایک بڑی بلڈنگ ہے بڑی اچھی اس میں ترتیبات بنی ہوئی ہیں۔ لیکن آئے دن اخبارات میں چار پانچ مہینے پہلے بھی ایک خبر آئی تھی کہ تندور پران کے پرچے پک رہے تھے۔ ابھی جو اخبار میں آیا ہے آپ دیکھیں کہ ”کوئی۔ میٹر کا انگریزی پرچہ آؤٹ سیکریسی برائی کا عملہ معطل“ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر بحث کی جائے کہ کیا وجہ ہے؟ کیوں یہ چیز تسلسل سے جاری ہے؟ نقل اس سسٹم کا حصہ بن گیا ہے اس کا ہم تدارک کس طرح کریں؟ نہ صرف موجودہ طاہر صاحب ہمارے منسٹر ڈیڑھ مہینے یادو مہینے پہلے آئے ہیں اس سے زیادہ تو نہیں، لیکن میں سمجھ رہا ہوں یہ نقل اور یہ بے ترتیبی جو ہمارے سسٹم کا حصہ بن گئی ہے۔ اس کو ہم سسٹم سے کس طرح آؤٹ کریں؟

جناب طاہر محمود خان (وزیر تعلیم): جناب سیکریٹری صاحب!

جناب سیکریٹری: پہلے ان کو آپ پورا کرنے دیں سر! آپ ان کو پورا کرنے دیں the Then I will get the Government's..... طاہر صاحب! آپ بیٹھیں ان کو پورا کرنے دیں۔ جب میں آپ سے جواب پوچھوں گا پھر آپ ساری باتیں کہیں گا۔ آپ please! منسٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں منسٹر صاحب، منسٹر صاحب، مری صاحب! آپ بیٹھیں۔ منسٹر صاحب! آپ! آپ House کا خیال رکھیں۔ جی جعفر صاحب! دیکھیں جی ان کا حق ہے بولنا۔ جب آپ کو کہا جائے گا تو اس وقت آپ کا بھی حق ہے جو بولنا چاہیں لیکن interruption نہیں کریں۔ جی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میرے محترم منسٹر صاحب میراہمسایہ بھی ہیں ناراض ہو رہے ہیں لیکن میں ۔۔۔۔۔ جناب سیکریٹری: جعفر صاحب! آپ بات کریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: نہیں ہے کہ میں نے کہہ دیا ہے کہ اس کو ڈیڑھ مہینہ ہوا ہے یہ منسٹر بننے ہوئے ہیں۔ جناب سیکریٹری: جعفر صاحب! آپ بات کریں ناں آپ بات کریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: یہ منسٹر بننے ہوئے ہیں یہ ذاتیات کا نہیں ہے۔ جناب سیکریٹری: آپ اپنا موقف بیان کر لیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: اگر ان کو رالگتا ہے تو اس چیز کے اوپر بحث ہی نہیں کریں گے۔

جناب سیکریٹری: نہیں آپ بات کریں۔ پھر میں گورنمنٹ سے جواب لے لوں گا۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: ایک تو یہ ہے کہ میں کسی کی اس میں کردار کشی نہیں کر رہا کہ فلاں آدمی کی وجہ سے یہ ہوا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں یہ ایک سسٹم کی ابتوی کا ایک حصہ بن رہا ہے۔ اور میں بھی اسی سسٹم کا حصہ ہوں جس میں ابجوکیشن کے منظر صاحب ہیں۔ میں اپنے آپ کو بھی اتنا مورد الزام ٹھہر ارہا ہوں کہ ہم لوگوں کی جو تعلیمی ابتوی ہے وہ کہاں تک پہنچ رہی ہے۔ ایسی چیزوں پر اگر ہم لوگوں نے کنٹرول نہیں کیا تو اس کی کیا ترتیب ہم لوگ بنا میں گے؟ جب تک ہم لوگ مکمل تعلیم میں اچھے لوگوں کو promote نہیں کریں گے۔ آپ دیکھیں جیسے سوال سردہز کے exam ہوتے ہیں، P.C.S کے exam ہوتے ہیں، C.S کے exam ہوتے ہیں، ان میں ڈاکخانے تک کا عملہ آتا ہے لیکن مکمل تعلیم کے لیے کوئی نہیں آتا۔ اس طرح کوئی سسٹم میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ introduce کروائے کہ ڈسٹرکٹ examination کے through جواب نظامی پوٹھیں ہیں ان کی اس وقت اگر آپ دیکھیں انتظامی طور پر ہمارا بجٹ مکمل تعلیم ہے وہ unfit ہے۔ آپ ڈاکر یکٹر زکودیکھ لیں آپ ڈی او زکودیکھ لیں، ہاں کالج کے اساتذہ اور پرنسپل ان کی ایک ترتیب ہے لیکن جہاں تک ان کی انتظامی پوٹھیں ہیں میں سمجھتا ہوں ان کے لیے کوئی ترتیب بنائی جائے جیسے S.C.S کے exam ہوتے ہیں۔ اس میں ڈی ایم جی کے لئے آتے ہیں پولیس کے لئے آتے ہیں دوسروں کے لئے آتے ہیں۔

جناب پسکر: جعفرخان صاحب! آپ کا موقف آگپاپ گورنمنٹ سے یو چھتے ہیں۔ تھینک پو۔

Let me get the response from the Education Minister .

شیخ جعفر خان مندوخیل: ایک منٹ! اگر آپ دیکھیں کہ اس وقت مکملہ تعلیم میں ایک سسٹم تھا ڈائریکٹر زیا ڈی ای اوز وہ اسکولوں کے اضلاع کے ڈویژنز کے ذورے کرتے تھے وہاں دیکھتے تھے کہ کونسا کالج فنکشن ہے کونسا نہیں ہے۔ جو لوگ غیر حاضر ہوتے تھے ان کو سزا دیتے تھے۔ وہ سسٹم بھی میں سمجھتا ہوں بتدریج ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ابھی کوئی کی مثال آپ لے لیں ایک ”کاغذی کالج کا عملہ“ عمارت کا وجود میں آسان پر نہیں اس کے عملے کو دوسال سے تنخوا ہوں کی ادا یگی۔ کوئی کے برواری روڈ پر ایک کالج ہے اخباری خبر یہ کہتی ہے اور مکملہ تعلیم کی ایک رپورٹ ہے کہ وہ ایک کاغذی کالج ہے اس کا وجود نہیں ہے مکملہ سے تنخوا ہیں لے رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کی فکر کرنی چاہیے۔

جناب پسیکر: ٹھیک ہے۔ تھینک یو جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: تعلیمی ماحول ہمارا جتنا ابتر ہوتا چار ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھیک پوچھ رہا جو! نہیں please! ایک منٹ میں این پوکیشن منٹر سے ان کا response!

لے لوں پھر بات ہو گی۔ فناں منشہ! جی۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): جناب امیرے حلقتے سے related ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں یہ تو تحریک التوا ہے ناں اس پر آپ اگر response لارہے ہیں؟

وزیر خزانہ: سپیکر صاحب! تمیں میں کچھ include کروں گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایجوکیشن منشہ کو۔۔۔۔۔۔

نواب محمد اسلم رئیسانی (وزیر اعلیٰ، قائد ایوان): جناب سپیکر صاحب! روایت یہ ہے کہ cabinet کے نمبرز

نے اگر کوئی مسئلہ پیش کرنا ہے تو وہ cabinet کے سامنے پیش کریں۔ اگر ان کا کوئی ایسا مسئلہ ہے وہ مجھ سے

بات کریں۔ جب cabinet کے نمبرز وہ فلور آف دی ہاؤس میں کھڑے ہو کر اس قسم کا بحث و مباحثہ کرتے

ہیں یہ It is over all against the traditions of the parliamentary

politics، Mr . Speaker! اگر کسی بھی منشہ کا کوئی مسئلہ ہے، کسی بھی ایم پی اے کا کوئی مسئلہ ہے وہ

بالکل کسی بھی وقت میرے پاس آ سکتا ہے۔ میرے دروازے سب کے لئے کھلے ہوئے ہیں، چاہے وہ میرے

محترم ایم پی اے ہے یا بلوچستان کا شہری ہے یا پاکستان کا شہری ہے، وہ میرے پاس آ سکتا ہے۔ تو میں گزارش

کرتا ہوں اپنے قارون وزیر خزانہ سے کہ وہ آئیں یا مجھے بلائیں میں اُنکی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ جو بھی

انکے مسائل ہیں میں انکے مسائل کو حتیٰ الوعظ حل کرنے کی ہر طریقے سے کوشش کروں گا۔ اور ہم ان سے یہ بھی

استدعا کرتے ہیں کہ آپ مہربانی کر کے یہ جو دولت کا رواں ہے یہ سپیکر صاحب کی اور ہماری طرف اسکو

مت روکیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے نواب صاحب! آپ کی بات بالکل بجا ہے یہ ہونا بھی چاہیے کہ ان کے پاس ایک

cabinet کا فورم موجود ہے۔ لیکن پھر بھی میں نے گزشتہ اجلاس میں یہ گزارش کی تھی کہ ہم ایک

zero hour کے نام سے شروع کریں گے۔ تو جو بھی کسی کے مسائل ہیں وہ ہاؤس میں آ جائیں۔ تو وہ

انشاء اللہ اجلاس کے بعد آپ سے ملاقات کر کے اس کو ہم finalize کرتے ہیں۔ please! آپ بیٹھیں

جی اب میں ذرا ایجوکیشن منشہ سے اس کا response لے لوں۔

حاجی محمد نواز (وزیر بیڈی اے): ایجوکیشن کا مسئلہ ہمارے ضلع میں بھی درپیش ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ میری گزارش سنیں۔ جب قائد ایوان نے کہہ دیا کہ منشہ اُس تک پہنچ

جائیں۔ تو ابھی بات پھر وہی ہو گئی۔ جب قائد ایوان نے کہہ دیا تو one should understand جی۔

مسٹر ایجوکیشن! آپ جعفر صاحب کی تحریک التو اپر پکھ کہنا چاہ رے تھے؟

جناب طاہر محمود خان (وزیر تعلیم): شکریہ جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو جو تحریک پیش کی ہے اس کا مفصل جواب دینا چاہتا ہوں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مجھ سے تھوڑا سا اگر مشورہ کر لیتے تو شاید اس تحریک کی ضرورت نہ پڑتی۔ بہر حال وہ عوام کو بھی دکھانا ہے کہ جی ہم نے کام کرنا ہے چاہے وہ کاغذی شکل میں ہو چاہے وہ-----
جناب سپیکر: نہیں تحریک لانا ان کا حق ہے۔ لیکن آپ نے جو اقدامات کئے ہیں وہ آپ بتا دیں؟

وزیر تعلیم: جنا پسپکر!

شیخ جعفر خاں مندوخیل: حنا سپکر!

جناب پیکر: جعفر صاحب! آپ بیٹھیں۔ No جعفر صاحب! آپ بیٹھیں ان کو بولنے دیں۔ آپ بات کریں آپ بات کریں۔

وزیر تعیم: جناب سپکر! جیسے میرے معزز ممبر نے خود کہا کہ پچھلے 60 سال سے ایجوکیشن کی حالت خراب رہی ہے۔ اور اس میں کچھ دو چار سال پہلے ہمارے معزز ممبر خود بھی ایجوکیشن منستر ہے ہیں۔ اس میں جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جیسے انہوں نے تندرو والی بات کی۔ اس میں دیکھنا یہ چاہیے کہ یہ تو پچھلے 60 سال سے کام ہو رہا ہے لیکن اس میں یہ appreciate کرنا چاہیے کہ پہلی مرتبہ بلوچستان کی تاریخ میں میں نے تمام پیپر ری شیڈول کیے ہیں اور بورڈ کے تمام عملے کو suspend کیا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں میں چیف سینکڑری صاحب سے ملا ہوں۔ اور ایک کمیٹی بھی تشکیل دی ہے اگر معزز ممبر چاہیں تو میں اس کو detail میں سمجھا دوں گا۔ جو انکو اسی کمیٹی کی رپورٹ ہے اگر مجھے پتا ہوتا تو وہ بھی میں ساتھ لے آتا اور معزز ممبر کو دے دیتا۔ تو جناب والا! ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں میرا سب سے بڑا problem یہ ہے کہ میں تمام دن بیٹھ کر صرف پوسٹنگ اور ٹرانسفر کرتا ہوں۔ ایجوکیشن کا پچھلا جور یکارڈ ہے میرا بھائی بھی منستر رہا ہے، میں بھی دو مہینے سے مجھے کوئی ڈولپمنٹ کے کام کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا مساوائے مجھے کہ فلاں ای ڈی او کو لگا دو، فلاں ڈی ڈی او کو لگا دو۔ تو اس سلسلے میں مجھے موقع مل گیا آپ کے through میں سی ایم صاحب سے request بھی کروں گا کہ خدا کے لیے ہمیں ایجوکیشن میں کام کرنے دیں ہم اپنی مرضی سے ای ڈی او ز لگائیں ڈی ڈی او ز لگائیں۔ جیسے انہوں نے کہا کہ امتحانی سینٹر میں ہو رہا ہے۔ تو امتحانی سینٹر کا ذمہ دار کون ہے؟ وہ متعلقہ ای ڈی او ہوتا ہے۔ وہ میری بات نہیں سنتا اس concerned ایم پی اے کی بات زیادہ مانتا ہے۔ تو اس میں میری یہ درخواست بھی ہے کہ یہ پوسٹنگ ٹرانسفر خدا کے لیے بند کر دیں۔ اور جہاں تک بورڈ کے حوالے سے بات ہے میں نے

exams ری شیڈول کروادیے ہیں یہ بلوچستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا ہے ہمیشہ پیپر ز آؤٹ ہوتے رہے ہیں لیکن پہلی مرتبہ میں نے سی ایم صاحب سے مشورہ کر کے ۔۔۔۔۔

جناب پیکر: منظر صاحب! ٹھیک ہے آپ نے بات کر دی اب یہ ہے کہ آپ کو شش کریں۔

وزیر تعلیم: سر! آپ میری پوری بات تو سنیں آخر مجھے معزز ممبر کو مطمئن بھی تو کرنا ہے۔ جیسے انہوں نے کہا کہ اخبار کی خبر آگئی ہے کہ کاغذی کالج۔ وہاں پر کالج تعمیر ہو چکا ہے۔ اب ہمارا سیشن شروع ہو چکا ہے۔ اخبار کی اوپر والی خبر تو پڑھ لی جاتی ہے لیکن تفصیل میں اگر پڑھا جائے ہمارے سینکڑی ایجوکیشن نے ڈسٹرکٹ کہا تھا کہ ہم نہیں چاہتے کہ اُن بچیوں کی تعلیم میں نقص ہو۔ تو ہم نے ایک دو مردوں کو ساتھ اسکی اٹیچ بلڈنگ تھی وہاں کلاسز شروع کر دی ہیں۔ تو ہم یہ چاہ رہے تھے کہ ہماری بلڈنگ جب تک کمپلیٹ نہیں ہوتی ہم For the time being بھی وہ کلاسز وہاں شروع کر دیں۔ تو اس سلسلے میں میری پھر آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ خدا کے لیے یہ جو ڈسٹرانس فر اور پوسٹنگ جو پچھلے دو مہینے سے میں بیٹھا ہوا ہوں صرف ڈسٹرانس فر اور پوسٹنگ کرو رہا ہوں۔ اور مجھے بالکل کام نہیں کرنے دیا جا رہا۔ مجھے چھ چھ مہینے تک بیٹھ کر صرف جے وی ٹیچرز کی ایک ڈسٹرکٹ سے دوسرے ڈسٹرکٹ ڈسٹرانس فر کی اب سفارشیں آتی ہیں۔ تو اس سلسلے میں میں سی ایم صاحب سے بھی ڈسٹرکٹ کا ہے وہ دوسرے ڈسٹرکٹ میں ڈسٹرانس فر نہیں ہو سکتا۔ تو اس سلسلے میں میں سی ایم صاحب سے بھی request کروں گا کہ خدا کے لیے ہمیں موقع دیں کہ ہم اس پر کام کریں۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ چتنا کام ہماری اس حکومت نے سی ایم صاحب کی سربراہی میں دو سال میں کیا ہے پچھلے سانٹھ سال میں نہیں ہوا ہے۔ اسی میرے سارے معزز ممبر بیٹھے ہوئے ہیں سب اس کی گواہی بھی دیں گے۔ کہ ہم نے کوئی کے 13 اسکول آپ گریڈ کیئے ہیں۔ اسی طرح 110 پر ائمri اسکول، اس سلسلے میں ہم نے این جی اوز سے بہت سارے aids foreign کام بھی ہو رہا ہے۔ تو اس حوالے سے اگر معزز ممبر کا کوئی ایسا مسئلہ ہو۔ یہ میرے سینکڑی ممبر بھی ہیں محترم بھی ہیں یا آ کر مجھے ہدایت دیں۔ میں سمجھتا ہوں ان کی ہدایت میرے لیے بہت ضروری ہے۔ جو zero hour recommend کی بات کی ہے میں اس کو recommend بھی کروں گا۔ میرے ساتھ بیٹھ کر کسی ساتھی کا جو بھی کام ہو کوئی مسئلہ ہو میں حاضر ہوں۔ لیکن ان سے میں یہ درخواست کروں گا کہ لوگوں کی سفارش کریں ان لوگوں کو ہر ڈسٹرکٹ میں ای ڈی اوز لائیں یہ میری آپ سے درخواست ہے۔ بلکہ میں یہ چاہوں گا کہ اس سلسلے میں تمام ممبر ان میری مدد فرمائیں تھیں یو۔

جناب پیکر: ٹھیک ہے جی۔ جعفر صاحب! میرے خیال میں انہوں نے مفصل جواب دیا ہے اور یقیناً جو چیزیں

آپ نے raise کی ہیں اُن پر وہ توجہ پہلے سے دے رہے ہیں۔ اور میں ان remarks کے ساتھ اس کو dispose off کرتا ہوں کہ آپ کوشش کریں کہ تعلیم کا معیار بہتر ہو۔ جمہوریت میں سفارشیں تو ہوتی ہیں عوامی نمائندوں کی مجبوری ہے لیکن ہر حال آپ کوشش کریں کہ میرٹ کو زیادہ اہمیت دیں۔ ایک منٹ! میں کارروائی پوری کرلوں پھر اس کے بعد آپ سب کو ظالم دوں گا۔ نہیں جی وہ تو ہو گئی رونگ ہو گئی اس پر کوئی بات نہیں ہو گی۔ منشہ صاحب! آپ بیٹھیں منشہ صاحب! آپ بیٹھیں please!

میر شاہ نواز مری، سردار محمد اسلم بزنجو اور مسز نسرین حسن کھیڑان صلحہ، صوبائی وزراء میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 49 پیش کریں۔

سینئر وزیر: جناب پیکر!

جناب پیکر: جی مولانا عبدالواسع سینئر وزیر۔

سینئر وزیر: جناب پیکر! بہت شکریہ قرارداد آنے سے پہلے آپ کو یاد ہے کہ سولہ تاریخ کو جو اجلاس ہوا۔۔۔۔۔

جناب پیکر: پندرہ کو۔

سینئر وزیر: پندرہ تاریخ کو صوبائی خود مختاری کے حوالے سے آپ کے پاس جو قرارداد آئی تھی اور آپ نے اس کو ایجاد کیا تھا۔ جناب پیکر! جب ہم اسمبلی پہنچ تو اس کو ایجاد سے خارج کیا گیا تھا۔ لیکن ہمیں ایک آئینی احتجاج اور اسمبلی کے اندر آپ سے یہ مطالیب بھی کیا تھا۔ چونکہ جناب پیکر! قانون کے حوالے سے قانون سب کے لئے برابر ہوتا ہے۔ پیکر ہو چیف منشہ ہو، کوئی منشہ ہو، جو بھی ہو، تو ہم نے آپ سے مطالیب کیا کہ ہماری قرارداد چونکہ آپ نے اس کو ایجاد کا حصہ بھی بنایا تھا پھر بعد میں نکال دیا۔ لیکن اسوقت ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ بعد میں ہم لائیں گے، اس طرح کے انداز۔ جناب پیکر! کل اسمبلی کی طرف سے ایک افسونا ک letter مجھے ملا ہے۔ اُسمیں جو کلمہ ہوا ہے اسے میں پڑھ کر سناتا ہوں۔

”اطلاعات تحریر خدمت ہے کہ اگر آئین کے آرٹیکل 144 کی روشنی میں عنوان بالامشتہ کہ قرارداد نمبر 48 کا جائزہ لیا جائے تو مذکورہ قرارداد میں مندرج معاملہ آئینی تقاضا کا حامل ہے۔ جو اسمبلی قاعدہ 115 کے مطابق با قاعدہ ایک تحریک کے ذریعے ہی اسمبلی میں پیش کی جاسکتی ہے جبکہ یہ قرارداد مذکورہ اسمبلی قاعدہ نمبر 115 کے تحت موصول نہیں ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں قرارداد میں صوبہ بلوچستان کے بشمول ملک کی دیگر تین اکائیوں کو بھی صوبائی خود مختاری دینے کا مطالیب شامل ہے۔ جو ان کی خود مختاری کے مقاضی معاملات میں ان کی مرضی و منشاء کے بخلاف دخل اندازی کے مترادف اقدام ہے۔ لہذا قرارداد ہذا کو اسمبلی قواعد کے تقاضوں

کے منافی ہونے کی بنا اسے میں پیش نہیں کی جا سکتی۔

جناب پیکر! اسمیں افسوسناک خبر یہ ہے کہ اسوقت یہ بتایا گیا تھا کہ چیف منٹر صاحب کے آنے کے بعد، اور اس letter میں جوانہوں نے آرٹیکل 144 کا حوالہ دیا ہے۔ آرٹیکل 144 یہ ہے ”اگر دویاز یادہ صوبائی اسمبلیاں اس مضمون کی قرارداد میں منظور کریں تو پارلیمنٹ ایسے معاہ ملے کو جو رول چہارم کی دونوں فہرستوں میں درج نہ ہو قانون کے ذریعے منضبط کرے۔ یہ کچھ اور معاملہ ہے اور ہماری اسمبلی والوں نے کچھ اور۔ یعنی یہ اس کے لئے بنیاد بنا کر کہ یہ غیر قانونی ہے۔ جناب پیکر! یہ اس لئے ہے کہ جب کوئی قرارداد ایک یا ایک سے زیادہ اسمبلیاں پاس کریں پھر پارلیمنٹ اسکی پابند ہے کہ اس پر بحث کرے۔ لیکن یہ نوبت اسوقت آئے گی جناب پیکر! کہ ہم یہاں سے پہلے تو پاس کریں۔ جب یہاں سے پاس ہو جائے پھر وفاقِ رقومی اسمبلی سے ہم یہ مطالبہ کریں کہ ہماری طرف سے آپ کے پاس قرارداد آئی ہے اور آپ کیوں پاس نہیں کرتے ہیں۔ تو پھر وہ ہمیں بتائیں گے کیونکہ ایک اسمبلی نے پاس کی ہوئی ہے۔ لیکن اس سے پہلے ہماری قرارداد اس بنیاد پر مسترد کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوجستان اور پاکستان کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ جناب پیکر! دوسرا انہوں نے 115 کا حوالہ دیا ہے تو یہ بھی جناب پیکر! نہیں بتا ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ آئین کے مطابق، جناب پیکر! ہم تو آئین کی مخالفت میں یہ قرارداد ہم کہتے ہیں کہ موجودہ آئین میں دیئے گئے اختیارات ہمارے لیے ناکافی ہیں، اس مملکت کو خوشحالی نہیں دے سکتے اور صوبوں کو اپنے ساتھ اس حالت میں نہیں رکھ سکتے تو اسی بنیاد پر ہم نے مزید اختیارات کا مطالبہ کیا ہے۔ جو چار ملکوں کے علاوہ باقی سارے اختیارات صوبوں کو دیئے جائیں۔ جناب پیکر! نہ 115 بن سکتا ہے اور نہ آرٹیکل 144 کا تقاضا ہے۔ تو اس بنیاد پر جناب پیکر! یہ قرارداد اسمبلی کی طرف سے جب مسترد ہوئی ہے تو یہ بلوجستان کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے بلکہ جناب پیکر! آپ کو معلوم ہے پورے بلوجستان کے لوگوں کا اور پورے ملک کا مطالبہ یہی ہے اور نہ یہ قرارداد اس طرح ہے کہ ہم اختلافات رکھتے ہیں کہ میں یا کوئی دوسرا کرن اسمبلی یا کوئی دوسری جماعت یہ کریڈٹ لینے کے لئے ادھر پیش کی ہے یا جذبات کی بنیاد پر۔ بلکہ ایک متفقہ قرارداد تھی چیف منٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، لیکن ہمیں اسوقت یہ بتایا گیا تھا کہ چیف منٹر صاحب کے آنے کے بعد شاید اس میں وفاتی گورنمنٹ کے کچھ تحفظات ہوں تو ہم ایک صوبے میں ایک ملک میں رہتے ہیں تو انہوں نے ہمیں یہ بتایا آپ نے اس کو یکسر مسترد کرنے کے بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ نا انصافی ہے۔ جناب پیکر! ہمیں یہ بتایا گیا تھا اور لوگوں کو یہ تاثر دیا جا رہا تھا کہ چیف منٹر صاحب کی بات کوئی نہیں مانتا۔ تو جناب پیکر! چیف منٹر صاحب خود

بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ انہوں نے 1940ء کی قرارداد کے مطابق خود مختاری کا مطالبہ کیا ہے۔ اس بارے میں وہ بار بار وفاق سے بات کر چکے ہیں۔ اور جناب سپیکر! یہ بھی آپ کو یاد ہوگا کہ نواب صاحب اور ہم وہاں بلوچستان پیٹچ کے حوالے سے ہمارے ساتھ پارلینمنٹرین بھی تھے تو ہمارے ساتھیوں نے مطالبہ کیا کہ ہمیں چار مکملوں کے علاوہ خود مختاری دی جائے۔ لیکن پرائم منستر صاحب نے کہا کہ یہ جمیعت علمائے اسلام کا ہے یا کسی اور پارٹی کا، تو نواب صاحب اُٹھ کے استج پر گئے انہوں نے کہا کہ یہاں نہ جمیعت علمائے اسلام ہے، نہ پشتو نخوا، نہ نیشنل پارٹی، نہ پیپلز پارٹی، اور ہم سب بلوچستانی ہیں اور بلوچستان کے عوام کا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں خود مختاری دی جائے۔ کیونکہ چیف منستر صاحب ویسے نہیں کہتے ہم ساری سیاسی جماعتیں ویسے نہیں کہتیں ہم حالات کو مد نظر کر کر دو قسم کے، ایک طرف اس ملک کے اندر علیحدگی کی باقی میں ہو رہی ہیں۔ وہ اس بنیاد پر لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کہ آپ کو مرکز حق نہیں دیتا ہے۔ آپ کو اپنا حق نہیں مل رہا ہے لہذا نوجوانوں کو لوگوں کو حق سے محروم لوگوں کو وہ اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ دوسرا طرف جو سپلیشنٹ اسکا باسٹھ سال سے رو یہ بھی رہا ہے کہ آپ لوگ بالکل ہمارے تابع و غلام نہیں۔ ہمارے ہاتھ سے اگر کچھ نکل گیا تو ٹھیک ہے نہ نکلا تو آپ لوگ آواز بھی نہ اٹھائیں۔ تو ہماری بلوچستان اسمبلی نے ہماری حکومت نے پورے ایوان نے تمام سیاسی جماعتوں نے ہر ایک اپنی پارٹی کو بالائے طاق رکھ کر جیسے نواب صاحب نے کہا ہم سب بھیت بلوچستانی ملک بچانے والا درمیانی راستہ یہی نکالا ہے کہ ملک کے اندر ہتھے ہوئے وطن عزیز کو بچانے کے لئے واحد راستہ یہی ہے کہ ہمیں صوبائی خود مختاری مل جائے۔ ہر صوبہ اپنے وسائل پر خود مختار ہو۔ لیکن رہی یہ بات کہ آپ کے لیئر میں لکھا ہوا ہے کہ یہ دوسروں کے معاملات میں مداخلت ہے۔ اگر وہ نہیں مانتے ہیں نہ مانیں ہم بلوچستان والے مانتے ہیں ہمارے وسائل ہمارے ذخیرہ ہماری معدنیات ہماری گیس جو باسٹھ سال آپ نے پورے ملک کو economy کے دے دی۔ مزید کب تک؟ ہم سے جو کچھ لینا تھا آپ نے لے لیا، ہماری گیس اسوقت ساتھ پرست آپ نے پورے ملک میں اس کو پھیلا دیا اور حکومت کی economy آپ نے اُس سے بنائی۔ اب باسٹھ سال کے بعد اور جناب سپیکر! یہ قرارداد ہم نے ویسے دکھانے کے لئے پیش نہیں کی۔ ہم نے موقع کی مناسبت سے نواب صاحب کا کہنا یہی تھا کہ اگر ہم یہ قرارداد اس موقع پر پیش کر لیں، یعنی 1970ء یا 1973ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم، مفتی محمود مرحوم، غفار خان، نواب غوث بخش بزنجو، نواب غوث بخش رئیسانی سارے ہمارے قائدین اور اکابرین اسوقت جب وہ آئیں بنار ہے تھے اور باقاعدہ انہوں نے اس ملک کو ایک متفقہ آئین دیدیا تھا۔ آج ایک موقع ہے کہ ایک آئینی جمہوری حکومت آئیں میں

تر ایمیں لاری ہے۔ آئین پیشج آر ہا ہے تو اس موقع پر اگر اس بات کا مطالبہ نہ کریں تو پھر یہی لوگ ہمیں کہیں گے کہ آپ تو مطالبه نہیں کرتے آپ تو کچھ مانگتے نہیں۔ آپ مانگیں ملک کے آئین کے اندر ملک کی اسمبلی اور آئین کے اندر ہم آپ کو دیں گے۔ لیکن آپ خود اپنے لئے عوام کے لئے کچھ نہیں مانگتے تو ہم کیوں دیں۔ لہذا اس موقع پر ہم کوئی بغاوت والی بات نہیں کرتے نہ ہم اس ملک کی سالمیت کے خلاف بات کرتے ہیں۔ نہ ہم اس ملک کے اداروں کے خلاف کام کرتے ہیں۔ ہم اس ملک کے آئین کے اندر رہتے ہوئے اس ملک کے تحفظ کے لئے مرکزی حکومت سے ایک مطالبہ کرتے ہیں۔ اور اس موقع پر کہ وہاں آئین پیشج پیش ہو رہا ہے اور آئین کے اندر ان باتوں کو جو باسٹھ سال سے ہم محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارے وطن عزیز کے ساتھ کیا کیا ہو رہا ہے کہن کہن وجوہات کی بنابرودہ کوئی غلط طریقے ہم نے استعمال کیئے ہیں کہ آج ملک میں افراتفری کا عالم ہے۔ یہاں بلوجستان میں آپ دیکھ رہے ہیں جناب پیکر! کوئی کی حالت آپ دیکھ رہے ہیں اندازہ نہیں ہے ہم حکومت میں بیٹھے ہوئے لوگ ہیں ہمیں پتا نہیں ہے لوگ مر رہے ہیں سرکاری لوگ قتل ہو رہے ہیں یہاں کے عوام پر گولیاں چل رہی ہیں۔ اسی طرح صوبہ پختونخوا کی حالت کو دیکھا جائے۔ اسی طرح پنجاب میں جو حالت ہے لاہور کی حالت آپ دیکھ رہے ہیں کہاچی کی حالت آپ دیکھ رہے ہیں علماء قتل ہو رہے ہیں عوام قتل ہو رہے ہیں۔ تو جناب پیکر! ان حالات میں اگر ہم پھر بھی مصلحت سے کام لے لیں اور ہم ایک کان اس طرف دھریں کہ فلاں نے کیا ہے اُس نے تجویز کیا دی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں جناب پیکر! قوم ہم سے پوچھنے کی وجہ بجانب ہے کہ ہم سے پوچھنے۔ تو اسی بنیاد پر میری آپ سے انتہائی پرزور گزارش ہے۔ کہ یہ ہماری جو قرارداد ہے اُس دن آپ کی غیر موجودگی میں ہم آپ کا احترام کرتے ہیں جناب پیکر! لیکن ہم بھی مجبور ہیں۔ ہمارے ساتھ ہوا ہے بلوجستان کے عوام کے ساتھ ہوا ہے۔ اب جناب پیکر! آپ دیکھ رہے ہیں ہم مرکز کہتا ہے کہ بلوجستان پر کوئی cut نہیں لگا رہا۔ لیکن cut تو کیا ابھی تک دس پرسنٹ ہمیں نہیں دیا ہے تو cut کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ یعنی PSDP پر ڈولپمنٹ وغیرہ پر بجٹ پر۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم بلوجستان کو سب کچھ دیں گے لیکن ابھی تک کچھ نہیں دیا ہے۔ این ایف سی ایوارڈ پر تو کل دستخط ہو گئے۔ لیکن اگر وہ گزشتہ حالات کو دیکھیں تو جناب پیکر صاحب! ہمارے ساتھ شاید اس طرح کے وعدے وعید ہوئے ہیں۔ جناب پیکر! صوبائی خود مختاری کا مطالبہ نہ آئین سے بغاوت ہے نہ کسی کی نافرمانی ہے بلکہ عوام کے لئے اور اس ملک کی سالمیت اور خوشحالی کے لئے ہے۔ لہذا ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ ہماری اس قرارداد کو قانونی قرار دیا جائے۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب پیکر: شکریہ مولانا صاحب! آپ نے جو بات کی اسمبلی سیکرٹریٹ ہر قرارداد ممبر صاحبان کی طرف سے

وصول کرتا ہے لیکن اُس کا ایک طریقہ کارہوتا ہے اُس کی جانچ پڑھات ہوتی ہے۔ ہماری ایک قانون سازی (legislation) براخچ ہے وہ اُسے دیکھ کے سپیکر کو بتاتی ہے۔ چونکہ یہ اُس وقت اپنڈا میں ہوئی۔ مولانا صاحب! میں گزارش کر رہا ہوں مُسین اسوقت میں نہیں تھا کوئی سے باہر تھا میلیفون پر میں نے انہیں اجازت دی۔ لیکن بعد میں جب میں یہاں پہنچا تو مجھے اُس کے قانونی پہلوؤں سے آگاہ کیا گیا کہ یہ اس طرح ممکن نہیں ہے اور ہم نے revised agenda جاری کیا جس سے اُس کو نکال دیا۔ اب اسمبلی کی طرف سے یقیناً آپ کو وہ مراسم ملا ہو گا۔ تو آپ کسی وقت میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں اور ہم لا ائٹی پارٹمنٹ والوں کو بھی بلا میں گے اور بھی legal minds ہوں گے۔ کیونکہ اسیں بہت ساری پیچیدگیاں ہیں یہ کوئی معمولی سی قرار دا نہیں ہے کہ ہم نے گیس پانی اور بجلی کے لئے دے دی۔ اس کے بہت بڑے اثرات ہوں گے۔ اور چونکہ ہم نے باقی صوبوں کو بھی اسیں شامل کیا ہے۔ یہ میرے علم میں نہیں ہے کہ باقی صوبوں نے محرکین کو authorize کیا ہے یا نہیں؟ تو مجھے میری جو legislation یا جو قانون سازی کی براخچ ہے اُس نے جو بتایا اُسی کے مطابق اسمبلی سیکرٹریٹ نے آپ کو اس سے آگاہ کیا ہے۔ آپ کسی وقت تشریف لے آئیے گا ہم بیٹھ کر اس پر غور و خوض کریں گے۔

انجینئر زمرک خان (وزیریمال): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی انجینئر زمرک صاحب!

وزیریمال: جناب سپیکر صاحب! میں اس قرارداد کے حوالے سے صوبائی خود مختاری کے حوالے سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جس دن ہم نے اس پر دستخط کیئے تو ہم یہی چاہتے ہیں کہ ہم صوبائی خود مختاری کے حق میں ہیں۔ ذرا ہم ماضی میں چلے جائیں پارٹیوں کی تاریخ دیکھیں کہ اس issue کے لئے کس پارٹی نے سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں؟ کس پارٹی نے شہداء دیے ہیں؟ کس پارٹی نے تکالیف اٹھائی ہیں؟ یہ نہیں ہے کہ اس دن جس طرح تاثر دیا گیا کہ جو لوگ باہر نکلے ہیں اور اس طریقے سے آپ کی seat پر بیٹھ کے انہوں نے اس قرارداد کو پیش کیا اُس کا مقصد تو یہ نہیں تھا کہ ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے یا ہم باہر نکلے کہ ہم اسکی مخالفت کر رہے ہیں۔ یا صرف بلوچستان کے حوالے سے بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے صرف وہی پندرہ ممبر جو یہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ حق مانگنے کیلئے اٹھے ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہم زبانی باتوں پر یقین نہیں رکھتے ہم نے عملی سیاست کی ہے اور اس صوبائی خود مختاری کے لئے بہت سی قربانیاں دی ہیں۔ میں اور نواب اسلم ریسنسی اسٹاف نے اسکے لئے اسلام آباد میں کوئی ایسا فلور نہیں جس میں اس کے لئے آوازنہ اٹھائی ہو۔ کچھ ایسی پیچیدگیاں ہیں جو ہمارے لئے

وہ مسائل بن گئی ہیں۔ جس طرح صادق عمرانی صاحب نے جو پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں اُس پر ان کے دستخط نہیں تھے۔ اور اسکے اندر کچھ ایسے الفاظ جو ہم سے پوچھ کے لکھے گئے ہیں کہ صوبائی خود مختاری کس بنیاد پر ہونی چاہئے۔ ہماری پارٹی کی بھی اپنی ایک پالیسی ہے، ہم اُس پالیسی کے تحت اس خود مختاری کو تسلیم کرتے ہیں، ہم مکمل صوبائی خود مختاری پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم کبھی یہ نہیں چاہتے کہ بلوچستان کے عوام یہاں پر پشتون، بلوچ اور جو رہتے ہیں اُن کی پسمندگی اس چیز سے ہوئی ہے کہ ان کو صوبائی خود مختاری نہیں دیتے ہیں۔ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ اکائیوں کو آپ مضبوط کریں گے تو وفاق مضبوط ہو گا۔ لیکن یہ تاثر دینا کہ جو لوگ باہر نکلے ہیں وہ اسکے خلاف ہیں۔ ہم اس اسمبلی کے توسط سے عوام کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی اور اُس کے partners کو یا جمہوریت کو کمزور کرنے کے لئے جو سازشیں ہو رہی ہیں، ہم اُن کو ہر صورت میں ناکام بنادیں گے کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے (ڈیکس بجائے گئے) جس دن یہ پاس ہوئی ہم اُسکی مخالفت کریں گے اُس انداز سے پاس ہو یا نہ ہو میں دیکھتا ہوں کہ کس طرح وہ پاس ہوتی ہے۔ ہم اس کو پاس کریں گے اسکا طریقہ کاری یہ ہے کہ میں نواب صاحب سے ریکوئیسٹ کروں گا کہ کینٹ کا اجلاس بلا کر کے اس پر تفصیلی بحث کرائی جائے ہر ایک پارٹی کی جو سوچ و فکر ہے اُس کو سُن کے میری اپنی پالیسی ہے پیپلز پارٹی کی اپنی پالیسی ہے جمیعت علماء اسلام کی اپنی پالیسی ہے مسلم لیگ (ق) ان سب کو سُن کے ایک تفصیلی بحث ہو کیونکہ مرکز بھی اسکے حق میں ہے۔ اور ہماری ایک آئینی کمیٹی بیٹھی ہوئی ہے ہم نے اُس کو سپورٹ کرنا ہے۔ اُس آئینی کمیٹی میں ہمارے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں جمیعت علماء اسلام کے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں پیپلز پارٹی کے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا ہمیں اُن پر اعتماد نہیں ہے؟ کیا ہم اُن کے فیصلوں کو تسلیم نہیں کریں گے؟ وہ ہمارے لئے صحیح فیصلے کر سکتے ہیں۔ ہمارے یہاں بلوچستان کے نمائندے اُس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری قوم پرست ترقی پسند پارٹیوں کے ممبر زأسٹمیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو جمہوریت کو مضبوط کرنا ہے، ہم نے اس اسمبلی کو کمزور نہیں کرنا ہے۔ ہم نے اُن سازشوں کو ناکام کرنا ہے جو کوشش کر رہے ہیں کہ اس اسمبلی کو کمزور کریں یا ہمارے چیف منستر کی جو گورنمنٹ ہے اُس کو کمزور کریں۔ میں تو سلام پیش کرتا ہوں چیف منستر صاحب کو کہ کس طریقے سے پر یزد یڈنٹ کے سامنے انہوں نے کہا کہ ہمیں صوبائی خود مختاری چاہیے۔ پرائم منستر کی جو میٹنگ ہوئی اور ڈرافت کے اوپر جو ہم نے بحث کی نواب صاحب نے خود اٹھ کے کہا کہ ہمارے بلوچستان کا سب سے بڑا مسئلہ وہ صوبائی خود مختاری ہے۔ تو اسکو تو سامنے رکھ کے ہمارے نیپ کے جو عوامی نیشنل پارٹی کے خان عبدالولی خان صاحب تیس چالیس سال سے جو صوبائی خود مختاری پر بات کرتے ہے اسوقت تو ہمیں غدار کہتے تھے۔ اُس وقت آپ یہ کہہ رہے تھے کہ یہ ملک

کو توڑنے کی ساریں ہو رہی ہیں۔ اس وقت کوئی نہیں تھا کہ اٹھتا صوبائی خود مختاری کو تسلیم کرتا اُسوقت تو ہمیں انڈیا کے ایجنت کہتے تھے کبھی روں کے ایجنت کہتے تھے کہ یہ ملک کو توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے تو قربانیاں دی ہیں، ہم آج بھی صوبائی خود مختاری کو مکمل صوبائی اسمبلی کو اعتماد میں لیکر کے انشاء اللہ اس کو پیش کریں گے اور اس کو ناکام کرنے کی ہر قیمت پر سازشوں کو ناکام بنا دیں گے۔ شکریہ۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب سپیکر: تھینک یوجی۔ ہیاتھ منستر صاحب! میری ایک گزارش ہے کہ آپ اسی حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں؟ میرے خیال میں آپ کے پار یہاں لیڈر نے واضح اور مفصل بات کی ہے اُسکے بعد گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اگر پھر بھی آپ اُس پر بات کرنا چاہیں گے تو میں ذرا ایجاد اپورا کروں۔ جی پیر عبد القادر صاحب!

پیر عبد القادر گیلانی: جناب سپیکر! میں مولانا عبد الواسع صاحب کی باتوں کی پوری طرح تائید کرتا ہوں۔ اور بیٹھ ہمارے چیف منستر صاحب نے بھی اس پر بڑی کوششیں کی ہیں۔ لیکن آپ نے اب جو طریقہ کارا نہیں بتایا ہے کہ وہ آپ کے چیمبر میں آئیں اُسکے اوپر بات کر کے سیکرٹری لاء کو بھی اس معاملے کے لئے بلائیں۔ جناب! کل رات کی ایک خبر تھی کہ آئینی اصلاحات کمیٹی نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ اب اُسکی writing کا معاملہ آگیا ہے اُسکے اوپر اب وہ کام کر رہے ہیں تاکہ اُسکی language صحیح کی جائے۔ تو میری ریکوئیسٹ مولانا صاحب سے اور آپ سے یہی ہے کہ سیکرٹری لاء صاحب بھی یہیں پر موجود ہیں اسے اگر آج ہی take up کر لیا جائے اور آج ہی آپ اسکو نائم دیدیں اور اگر یہ ضروری سمجھیں تو دوبارہ اس معاملے کے اوپر بات کرنے کے لئے پرسوں کی بجائے کل اجلاس بلا لیں تاکہ آئینی اصلاحات کمیٹی کے فیصلوں کو منظر عام پر آنے سے پہلے بلوجستان اسمبلی کی یہ قراردادوں کے سامنے پیش ہو جائے تاکہ وہ اُس پر کچھ مزید مشاورت کر کے کوئی ایکشن لینا چاہیں تو لے سکیں۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ میرشاہ نواز مری، سردار محمد اسلم بنجواں مسنز نسرين حمن کھیتر ان صاحبہ، صوبائی وزراء میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترک قرارداد نمبر 49 پیش کریں۔ میرشاہ نواز خان مری صاحب! مشترک قرارداد نمبر 49 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 49

میرشاہ نواز خان مری (وزیر کھیل و ثقافت): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ ہرگاہ کہ بلوجستان میں اس وقت 600 میگاوات بر قی شارٹج کے باعث شہری علاقوں میں 6 جبکہ دیہی علاقوں میں 16 سے 18 گھنٹے طویل لوڈ شیڈنگ کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے گھر بیلوں صارفین کے ساتھ ساتھ صوبہ کی زراعت کو ناقابل تلافی نقصانات کا سامنا

ہے۔ نیز جب تک دادو سے خضدار اور ڈی۔ جی۔ خان سے لوار الائی ٹرانسیمیشن لائئن نہیں بچھیں گی۔ لوڈ شیڈنگ میں مزید اضافہ کا احتمال ناگزیر ہے۔ لہذا یہ ایون صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ باہر سے درآمد کیتے جانے والے رینٹل پاور اسٹیشن سے 200 میگاوات کے حامل کم از کم دو رینٹل پاور اسٹیشن ایک کوئی اور دوسرا خضدار میں بالترتیب نصب کرنے کا فوری اهتمام کیا جائے تاکہ صوبے کے عوام کو قدرے ریلیف میسر آسکے۔ شکریہ۔ جی۔

جناب سپیکر: قرارداد نمبر 49 پیش ہوئی۔ اس پر مزید آپ کچھ بات کرنا چاہیں گے؟
وزیر یکھیل و ثقافت: جی ہاں! اس میں میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم نے ہر جگہ ہر فروم میں چاہے پرائم منستر کا ہو پریزیڈنٹ کا ہو ہر جگہ ہم نے یہ بات کی ہے۔ بات یہ ہے کہ جی اسوقت بلوچستان میں (حکوم) 1200 میگاوات بھلی پیدا کرتی ہے۔ 600 میگاوات اوج پاور اسٹیشن سے پیدا ہوتی ہے۔ اور 200 کے قریب ایک سو اسی یادو سو سمجھ لیجئے، حبیب اللہ کوٹل کوئی میں پیدا ہوتی ہے۔ تو اس طریقے سے 1900 میگاوات بھلی ہم پیدا کرتے ہیں۔ لیکن بدقتی سے ہمیں چھ سو سات سو میگاوات سے زیادہ نہیں ملتی۔ تو میں یہ کہوں گا چونکہ رینٹل پاور اسٹیشن ایک دو آ بھی گئے ہیں اور وہ function بھی کرنے لگ گئے ہیں۔ تو اسی طریقے سے پھر یہ بلوچستان کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ تو قرارداد کی صورت میں ہمیں چاہیئے کہ ہم وفاقی گورنمنٹ کو approach کریں کہ بھئی جب تک ہمیں رینٹل پاور اسٹیشن نہیں دیا جائے گا اور جیسے کہ میں نے پہلے کہا کہ یہ جو دو ٹرانسیمیشن لائنز ہیں جب تک یہ نہیں بچھیں گی تو کوئی میں بلوچستان میں 600 میگاوات بھلی کی shortage رہے گی اور یہاں کی زراعت already تباہ و بر باد ہو چکی ہے نہ ہونے کے برابر ہے۔

پیر عبدالقدار گیلانی: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی پیر عبدالقدار صاحب!

پیر عبدالقدار گیلانی: جناب سپیکر! میں آدمی قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور آدمی کی مخالفت۔ بیشک بلوچستان میں بھلی کی shortage ہے اور ہمیں چاہیئے لیکن اس کا طریقہ رینٹل پاور نہیں ہے۔ رینٹل پاور ایک controversial issue ہے اور جب سے اس کو وفاقی حکومت نے announce کیا ہے اور مনسٹر آف والٹر انڈسٹریز پاور نے اس کو drop کر دیا ہے، تقریباً باقی پاکستان میں کہیں نہیں ہو رہا۔ شاہنواز صاحب بالکل صحیح فرمارہے ہیں اور باقی ہمارے ساتھیوں کی قرارداد بالکل صحیح ہے۔ تو بلوچستان کے اندر جو ہماری ٹرانسیمیشن لائئن ہیں جس میں دادو خضدار کی لائن ہے ڈی۔ جی۔ خان والی لائن ہے اور ساتھ باقی کافی ایسے

پڑھکش ہیں جس طرح آواران کیلئے بھلی کا مسئلہ ہے، کراچی سے لسیلہ کی ٹرانسیشن لائن کی ریپیر اور تبدیلی کا ہے اور باقی بلوچستان کے اس میں کافی معاملات ہیں۔ تو پہنچ یہ ساری چیزیں ضروری ہیں اور اگر وفاقی حکومت سے قرارداد کے ذریعے کوئی بات کرنی ہے تو ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ ہماری بھلی کے مسئللوں کو حل کیا جائے۔ اگر یہ رینٹل پاورز آگئے جس طرح اس پر تجزیہ ہوا ہے کہ اس سے بھلی کی قیمتیں دو گنی ہو جائیں گی already ہمارے عوام اتنے پے ہوئے ہیں اُنکی اتنی رُدی حالت ہے تو رینٹل پاور وہ ہمارا solution نہیں ہے۔ اُسکے علاوہ alternate means کو استعمال کر کے وفاقی حکومت ہمیں فنڈ زفراہم کرے اور ہماری ٹرانسیشن لائنیں complete کرتے تاکہ باقی علاقوں کو ملے اور یہ شارت فال کم ہو۔ Thank you very much

جناب سپیکر: جی نسرین کھیتران صاحبہ!

محترمہ نسرین حُمَن کھیتران (صوبائی وزیر): شکریہ جناب سپیکر! جس طرح یہ قرارداد میرے بھائیوں کی coordination سے پیش کی گئی ہے۔ پیر صاحب نے بھی اچھا کہا کہ ٹھیک ہے اُنہیں بھلی مہنگی پڑے گی لیکن میں ایک یہ بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ دو تین دن پہلے بھی بھلی کے rates ہڑھادیے گئے ہیں۔ ایک غریب آدمی تک اُس کی رسائی بہت مشکل ہے۔ اس کا ایک alternate یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم لوگ اگر چاہیں تو ہمارے پاس اتنی coal mines ہیں، سوئی گیس کے اتنے بڑے بڑے plants ہیں کیا، ہمان سے اسٹیشنز نہیں لگا سکتے؟ اگر رینٹل پاور نہیں لے سکتے کہ یہ مہنگا ہے۔ تو اسکا alternate کیا ہوگا؟ میرا خیال ہے کہ وہ مہنگائی اُسی range میں رہے گی جس طریقے سے ہمارے interior poles ہیں اور ان کے آرہے ہیں اور ان کی electric کی تاریں چوری ہو رہی ہیں poles blast ہوتے ہیں۔ اور ان کے بہت زیادہ نقصانات ہیں اور کروڑوں روپیہ (QESCO) ان کی repairing پلگاتی ہے۔ میرا خیال ہے سارے ایوان کے اتفاق سے اگر ہم اس قرارداد میں ٹھوڑی سی چینچک لے آئیں تو وہ زیادہ بہتر ہو گا۔ کیونکہ یہ بڑا سارے ایوان کے اتفاق سے اگر ہم اس قرارداد میں ٹھوڑی سی چینچک لے آئیں تو وہ زیادہ بہتر ہو گا۔ کیونکہ یہ بڑا اسکا ضرور alternate نکلنا چاہیے کیونکہ ہماری بھلی کا جتنا نقصان بلوچستان میں ہو رہا ہے poles کے حوالے سے تاروں کی چوری ہونے کے حوالے سے میرے خیال میں کسی province میں اتنا مسئلہ نہیں ہے۔ اور زراعت ہماری ویسے کم ہے دو تین ٹکڑے پورے بلوچستان میں ہیں جو زراعت کے طور پر کاشت کے لئے مشہور

ہیں وہاں پانی available ہے۔ باقی سارے بارانی علاقوں میں بھی انہوں نے جو ٹیوب ولیز لگائے ہیں QESCO کی یا بھلی کی وجہ سے وہ ختم ہو گئے ہیں اور ان کے جو بقايا جات ہیں میرے خیال میں cabinet میں بھی اس پر بات ہو چکی ہے ابھی تک ان کے بقايا جات معاف نہیں ہوئے ہیں۔ جتنے بھی کاشتکار ہیں وہ سب اس problem میں مبتلا ہیں۔ آج کل جتنے بھی انکے seasonal و تکمیلیز ہیں وہ سب بتاہ ہو رہے ہیں۔ تو یہ بہت sensitive problem ہے اسکے لئے ہمیں بہت سوچ سمجھ کے کام کرنا ہو گا۔ تھیک یو۔

جناب سپیکر: Ok۔ جی اصغر رند صاحب!

میر محمد اصغر رند (وزیر سماجی بہبود): جناب سپیکر صاحب! اس قرارداد میں میں ایک چیز کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ایران سے جو مکران کو بھلی دی جا رہی ہے وہ تقریباً 35 میگاوات کے قریب ہے تین چار سال سے زیادہ ہو گیا ہے۔ ابھی وہاں بھلی کا جو مسئلہ ہے وہ شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا ہے۔ تو میری درخواست ہے اس میں جو مرکزی حکومت کا ایران کے ساتھ مزید سومیگاوات بھلی کا معاہدہ ہوا ہے وفاقی وزیر نے اسمبلی میں بھی کہا تھا۔ تو میری درخواست ہے کہ جو معاہدہ ہوا ہے اس پر عملدرآمد کیا جائے اور یہ چیزیں اس قرارداد میں شامل کی جائیں تاکہ جو معاہدہ ہوا ہے اس پر جلد از جلد عملدرآمد کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی ڈاکٹر فوزیہ مری!

ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری (مبرپا کستان نرنسن کوئسل): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! جو قرارداد میر شہناواز صاحب، سردار محمد اسلم بن جبو اور محترمہ نسرین کھیتر ان صاحبہ کی طرف سے پیش ہوئی ہے، اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ ہمیں بھلی اُس مقدار میں نہیں مل رہی جتنی ہماری ڈیمانڈ ہے۔ اور روز بروز لوڈ شیڈنگ کا دورانیہ بڑھتا جا رہا ہے۔ تو شہری علاقوں کی یہ حالت ہے دیہاتی علاقوں کا تو ہم کیا کہیں۔ اور انہوں نے ریٹائل پاور کا ذکر کیا۔ گزشتہ دنوں ہم نے دیکھا کہ پورے کراچی میں بریک ڈاؤن ہوا۔ تو پتا چلا کہ ریٹائل پاور کو چلانے کیلئے فرن آئل کا جو ریٹ اُنہوں نے گورنمنٹ میں فکر کیا ہے تو کمپنی اُس قیمت پر دینے کو تیار نہیں ہے۔ اور پورا ریٹائل پاور بند ہو گیا ہے۔ اور کچھ ہی دنوں میں وہ کیا ترقی کرتا، اُس کے زوال کے آثار دیکھنا شروع ہو گئے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم ہوایں تیرچلانے کی اور بے نیاد باتیں اور جن با توں پر ہمارے ساتھ وفاقی حکومت کوئی معاہدہ نہیں کرتی اور اگر کرے بھی تو عملدرآمد نہیں کرتی۔ بہت ساری با توں کے ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔ تو کیوں ہم ایسی حکمت عملی طنیں کرتے، ایسا لائچہ عمل نہیں بناتے جو ہم اپنے sources کے اندر

جو ہمارے اپنے پاس موجود ہیں ان پر ہم عملدرآمد کرو کے ایسے پاور اسٹیشن جزیٹ کریں اب کیا ہمارے پاس کوئلے نہیں ہے ہم کیوں اپنا کوئلہ باہر بھیج رہے ہیں ہم کیوں دوسرے province کو بیچتے ہیں۔ ہم اپنے کوئلے سے با آسانی 50 میگاوات کا پاور اسٹیشن بناسکتے ہیں۔ بلوجستان سے کوئلہ اتنے وافر مقدار میں، چمالنگ آپ دیکھ لیں آپ دُکی دیکھ لیں، مارواڑ سے نکل رہا ہے مجھ سے نکل رہا ہے کیا ہم نہیں بناسکتے ہیں؟ ہم بناسکتے ہیں۔ ہمیں ایسی قراردادوں کی ضرورت ہے جس کے resources ہمارے صوبے سے ہی ہیں۔ میرے خیال میں ایسے کام آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گی کہ آپ اس پرولنگ دیں اور میری بات کو اہمیت دیں اگر آپ اس کو ترمیم سمجھتے ہیں تو ترمیم کی صورت میں شامل کر دیں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: اور کوئی اس پر بات کریں گے؟ مولانا صاحب! آپ ذرا میری رہنمائی کریں سینئر منسٹر صاحب! اچھا بی بی آپ بولیں تو پھر میں مولانا صاحب سے پوچھوں گا۔ محترمہ شمینہ رازق صاحب! آپ بیٹھ کر بات کریں۔ محترمہ شمینہ رازق: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ سپیکر صاحب! میں گزارش کرتی ہوں کہ علم ایک صدقہ جاریہ ہے لیکن آج تعلیم کے محکمے میں بہت کم لوگ جاتے ہیں کیونکہ اس میں facilities بہت کم ہیں۔ کم تعلیم والے بھی اساتذہ بن جاتے ہیں اور جنہوں نے ایم اے اور زیادہ تعلیم حاصل کی ہوتی ہے وہ اس محکمے میں جانا ہی نہیں چاہتے، کہتے ہیں کہ اس میں pay بہت کم ہے۔ جیسے باہر کے ملکوں میں تعلیم کو سب سے ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس وقت پاور ہاؤسنر کے حوالے سے قرارداد زیر بحث ہے۔ اگر آپ اس پر بات کریں تو ٹھیک ہے، نہیں تو پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں اس قرارداد کو ہم نہیں کر پھر۔

محترمہ شمینہ رازق: میں تعلیم کے بارے میں بات کرنا چاہ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں لیکن یہ قرارداد نیٹل پاور ہاؤسنر اور بجلی کے متعلق ہے تو میں آپ کو پھر موقع دیتا ہوں جب اس کو میں dispose off کروں۔

محترمہ شمینہ رازق: جی۔

جناب سپیکر: جی ایک منٹ! میں مولانا صاحب سے آخری رائے لے لوں۔ سینئر منسٹر صاحب! اب آپ بتائیں کہ منظور کریں لیکن ریٹل پاور ہاؤسنر اگر ہماری اس قرارداد پر خضدار اور کوئی میں آبھی جائیں تو ان کو oil پہنچانا، آپ سمجھتے ہیں تھوڑا سا مشکل ہے۔ اس میں کوئی ایسی چیز شامل کریں تاکہ ہم مجموعی طور پر کوئی بہتر مطالباً بجلی کے حوالے سے کریں آپ ذرا مجھے بتائیں؟

سینروزریز: جناب سپیکر! محترم شاہنواز مری صاحب، نرسین کھنیران صاحب اور سردار اسلام بزنجو صاحب نے یہ قرارداد شاید یہاں فوری طور پر بجلی کی قلت دُور کرنے کے حوالے سے پیش کی ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں تو بجلی بالکل نہ ہونے کے رابر ہے دیہاتوں سے ہٹ کر اب شہروں میں بھی بجائی نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھی تجویز دی ہے اگر یہاں کوئلے سے پاور اسٹیشنز بن جائیں۔ لیکن گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم رینٹل پاور پورے ملک میں بنائیں گے۔ ان سے دوسرے صوبوں کی لوڈ شیڈنگ اور ووتھ کا مسئلہ تو ختم ہو سکتا ہے لیکن ہمارا یہ مسئلہ اُسی طرح رہے گا۔ ہماری پہلی ترجیح یہی ہونی چاہیے تو اس میں یہ ترمیم شامل کی جائے کہ ہمارے لئے یہاں کوئلے کا ایک پاور اسٹیشن بنایا جائے۔ اس وقت یہ ضرورت کی بنیاد پر ہم مانگ رہے ہیں۔ کیونکہ جب یہ رینٹل پادر لگادیں گے تو اس سے بجلی کی قیمت بھی بڑھ جائے گی اس قیمت پر تو وہ ہمیں نہیں دیں گے۔ ہمارے عوام یہی قیمت ادا نہیں کر سکتے تو وہ رینٹل پادر بجلی کی قیمت کس طرح ادا کریں گے۔ تو میرے خیال میں اس بجلی کے مسئلے کو حل کرنے کیلئے قرارداد کو اس ترمیم کے ساتھ منظور کریں اور پہلی priority ہماری یہی ہو کہ ہمارے لئے کوئلے کا پاور اسٹیشن بنایا جائے تاکہ ہم اپنے کوئلے سے بجلی پیدا کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی شاہنواز صاحب! آپ محرك ہیں۔ واسع صاحب نے جو تجویز دی ہے اُس کو اس قرارداد میں شامل کر لیں؟

وزیر یکھیل و ثقافت: جی بالکل اسکو بھی شامل کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب رینٹل پاور وفاقی گورنمنٹ نے چودہ کے قریب خرید لئے ہیں تو وہ پنجاب اور باتی صوبوں کو تو مل رہے ہیں۔ پہلے انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم بلوجستان کو دینے گے۔ ابھی انہوں نے چونکہ ہماری طرف سے ہم خود ہی کہتے ہیں کہ ہمیں نہیں چاہیے۔ قیمتیں تو وہی ہو گی رینٹل پادر کی اور واپڈا کی جیسے بھی ہے اور خرید یہ گی کیسکو والے۔ تو بیشک اگر آپ لوگ لوگ نہیں چاہتے تو جس کیلئے urgent remedy ہے کہ چار میئنے چھ میئنے میں ہمیں جو بجلی ملنا شروع ہو جائیگی۔ رہ گیا گیس کے پادر کا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں میں خود ان جنیز بھی ہوں میں نے کام بھی کیا ہے۔ آپ نے کوئلے کا کہا ہے تو کم از کم اس میں سات، آٹھ سال لگ جائیں گے دو تین سال تو اس پر صرف exploration ہو گا It will take more than 8 to 9 years بنتے گی یعنی۔

In addition to that urgent relief یہ ہے کہ invest کرنا نہیں چاہتا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ

سینروزریز: جناب سپیکر!

وزیر یکھیل و ثقافت: ایک منٹ! میں اس کو complete کروں۔

جناب سپکر: مولانا صاحب شاید آپ کی بات میں کچھ add کر رہے ہیں۔

سینئر وزیر: جناب سپکر! انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا کیونکہ میرے ذہن میں بھی بات ہے کہ وہ پورے ملک میں یونٹ کے حساب سے ریٹ کو برابر کھتے ہیں، اگر رینٹل پاور سے یا واپڈا یا کسی اور حوالے سے ہمیں بھلی ملتی ہے تو ریٹ اس طرح نہیں ہے کہ پنجاب میں رینٹل پاور لگا ہوا ہے اُس کا ریٹ یونٹ کے سے حساب زیادہ اور رہمارے ہاں جو واپڈا کا، یہ تو پورے ملک میں یونٹ کے حساب سے ایک ریٹ ہو گا۔ تو ظاہر ہے کہ مہنگائی ہمارے اوپر آ جائیگی اور بھلی بھی نہ ہو، ولیعج بھی برابر نہ ہو اگر انہوں نے بھلی مہنگی کرنی ہے تو all over پورے پاکستان میں کریں گے۔ تو اس مطابے کی بنیاد پر اگر ہمیں مہنگی بھلی مل جائے تو کم از کم ہماری بھلی کی capacity تو بڑھ جائیگی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

جناب سپکر: ہاں جی۔

وزیر ٹکمیل و ثقافت: دوسرا چیز میں جی بتانا چاہتا ہوں کہ جب تک یہاں جیسا کہ میں نے کہا کہ دادو سے خضدار تک جب تک ٹرمیشن لائے نہیں آئیگی۔ اور ڈی۔ جی خان سے لور الائی ہمارے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔

جناب سپکر: اُس پر تو کام ہو رہا ہے نال۔

وزیر ٹکمیل و ثقافت: نہیں کام جو ہو رہا ہے میں بتا رہا ہوں میں نے معلومات کی ہیں اس وقت دادو سے خضدار تک 27% only کام ہو چکا ہے باقی کام کب تک ہو گا۔ رہ گیا لور الائی سے ڈی۔ جی خان تک جو ٹرمیشن ہے اُس میں صرف ایک جگہ زمین خریدی گئی ہے ٹرمیشن لائے لور الائی کیلئے سروے بھی ہو چکا ہے۔ کوئی پیسہ earmark نہیں ہے کوئی releases ہے اور دادو سے خضدار تک اُس کے releases بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ تو ہم اس قرارداد میں یہ بھی add کرتے ہیں کہ ان دونوں ٹرمیشن لائنوں کو جیسے حاجی صاحب نے بھی فرمایا اور بی بی نے بھی۔ اور میں agree کرتا ہوں کہ کوئی کاپور اسٹیشن لگائیں تو بہت ہی اچھا ہے۔ ہمارا کوئی بھی consume ہو جائیگا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ تین چیزیں اور اس میں add کر دیں۔ ان دونوں ٹرمیشن لائنوں پر فوری طور پر کام کیا جائے تاکہ یہ جلدی complete ہو جائیں اور جو ہمارا اپنا fuel ہے یہاں کوئی کا جو بلوجستان کا اُس کیلے قہرمل پا رہا ٹھیشن لگائے جائیں۔

جناب سپکر: تھیک یو۔ آیا اس قرارداد میں ڈاکٹر فوزیہ مری صاحبہ، مولانا عبدالواسع صاحب اور بعد میں محرک شاہنواز مری صاحب نے تجویز دی ہے اُن کو شامل کر کے منظور کیا جائے؟
(قرارداد منظور ہوئی)

جناب پسکر: سکرٹری اسمبلی اسیں اُس حساب سے تراجمم کر کے متعلقہ اداروں کو بھیجیں۔

وزیر کھیل و ثقافت: لیکن سر! اسیں ایران والی بات؟

جناب پسکر: اب ہو گیا سر! ابھی روئنگ ہو گئی۔ Now you please take your seat.

آپ بات کر رہے تھے، جی آغا صاحب!

آغا عرفان کریم: جناب پسکر صاحب! میں آپ کی اور اس اسمبلی کی توجہ کل کے اس ناخوشنگوار واقعہ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ کل جو واقعہ پیش آیا ہے اور ہمارا ایک بندہ (اللہ انہیں جنت نصیب کرے) مجید لانگو جسے شہید کیا گیا، قتل کیا گیا۔ تو یہ ماورائے عدالت قتل ہے۔ اور اس حوالے سے آج صحیح میں نے اخبارات جو پڑھے ہیں تو یہاں پر ایف سی کو ہماری صوبائی حکومت نے اس لئے تعینات کیا ہے کہ وہ ہمارا تحفظ کرے، عوام کا تحفظ کرے، یہاں حالات صحیح نہیں ہیں اُس حوالے سے کتنا بڑا بجٹ اُن کو دیا جا رہا ہے۔ اور نہیں کہ وہ ہمارے عام لوگوں کو یا کوئی اگر اشتہاری ہے یا کوئی کسی مزاحمتی تحریک سے اُس کا تعلق ہے، اُس کے رشتہ دار کو یا بھائی کو ٹارگٹ بنانے کے اُسے قتل کرے۔ تو سر! آج کے اخباروں میں آپ clearly یہ دیکھ سکتے ہیں کہ تین متصاد بیانات ہیں۔ کہ جب ان لوگوں نے ایف سی کے convoy پر گاڑی پر حملہ کیا تو جواب میں یہ بندہ مارا گیا۔ ٹھیک ہے یہ تو ایک logic ہے کہ انہوں نے حملہ کیا تھا تو مارا گیا۔ ~~ایک صاحب کا شہزادہ عامر کوئی نام ہے ان کا پھر ان کا بیان آیا کہ جب گاڑی پر حملہ ہوا تو یہ لوگ وہاں سے فرار ہو گئے اور قریب ان کا گھر تھا وہ گھر میں گئے۔ جہاں پر ہم نے گھیرا کیا۔ اور وہاں سے یہ فرار ہو رہے تھے ہم نے ان کو مار دیا۔ جناب! پھر ایک بیان تصویر کے ساتھ آیا کہ مجید لانگو کی لاش کھیتوں میں پڑی ہوئی ہے۔ تو سر! ابھی اس طرح عوام کو ہم کیا جواب دے سکتے ہیں۔ اگر ہم ایف سی لائے ہیں اپنی حفاظت کیلیئے نہ کہ ہمیں سڑکوں پر کھیتوں میں یا کسی رشتہ داری کی بنا پر قتل کرے یا اس طرح مارے۔ تو سر! اس حوالے سے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب موجود نہیں ہیں ہمارے سینئر منسٹر صاحب موجود ہیں سر! آپ وزیر اعلیٰ صاحب سے اس حوالے سے بات کریں کہ ان کو پابند کیا جائے۔ اُس دن میں نے یہی عرض کیا کہ یہ صوبائی حکومت کے احکامات پر آئی ہے اور اس کے بیانات بھی ہیں کہ ہمیں صوبائی حکومت اگر نہیں چاہتی تو ہم ایک گھنٹے میں چلے جائیں گے۔~~

جناب پسکر: ٹھیک ہے آغا صاحب! آپ کا point on the record آگیا یقیناً سینئر منسٹر صاحب بیٹھے ہیں گو نہ منٹ کی نمائندگی کرتے ہیں اُن تک یہ بات پہنچی ہے وہ متعلقہ اداروں تک یہ بات یقیناً پہنچا گئی۔

ٹھیک ہے مولانا صاحب!

سینئر وزیر: جناب پیکر صاحب اوزیر اعلیٰ صاحب خود جب ادھر تشریف فرماتھے تو اس پر انہوں نے بات ٹھیک ابھی وہ کسی کی فاتحہ خوانی کیلئے چلے گئے اور اس معاملے کی بھی انہوں نے معلومات اور اس کے نوٹس لینے کیلئے کہا ہے۔

جناب پیکر: ٹھیک ہے knowledge میں ہے نواز صاحب! آپ بات کرنا چاہتے تھے؟ نہیں اب ضرورت نہیں ہے۔

حاجی محمد نواز (وزیری بیڈی اے): وزیر اعلیٰ صاحب سے بات ہو گئی ہے۔

جناب پیکر: اچھا ہو گئی ٹھیک ہے جی۔ اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 20 مارچ 2010ء بروز ہفتہ بوقت 11 بجے صحیح تک کیلئے متوکل کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس ایک بجکر 30 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)

